احکام النّسبة

www.KitaboSunnat.com

تالیف
علامہ ارشد حسن ثاقب

ادارۃ القریش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

علامہ ارشد حسن ثاقب کی چند تالیفات

قواعد التصغیر ہماری صرفی کتب زیادہ تر تصغیر کے ایک دو قواعد تک محدود ہیں۔ جبکہ علمائے متقدمین نے چالیس سے زائد قوانین تصغیر کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ ہر طرح کے اسماء کے لئے تصغیر کے الگ الگ قوانین نہایت سہل زبان اور مفصل مثالوں سے آراستہ، ہر مسئلہ کی مکمل اور واضح تنقیح کہ نحو سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والا طالبعلم بھی بآسانی سمجھ سکے۔ اور علمائے نحو کے اس مقولہ کی تشریح کہ "التکسیر والتصغیر یجریان من وادٍ واحدٍ" آپ کو اس کتاب میں نہایت وضاحت اور تفصیل سے ملے گی۔ آپ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ واقعی جمع مکسر اور اسم مصغر کے قوانین بالکل یکساں ہیں۔

کتاب الاضافہ اضافت سے متعلق ایک شاہکار تحقیق! واجب الاضافت، ممنوع الاضافت اور جائز الاضافت اسماء کی تقسیم! جملہ اور مفرد کی طرف مضاف ہونے والے اسماء کی تعیین۔ صرف ضمیر، صرف اسم ظاہر یا دونوں کی طرف مضاف ہونے والے اسماء کا تعین! اور دیگر نہایت بلند پایہ تحقیقی موضوعات!

احکام النسبۃ نسبت کا موضوع ہمارے صرفی ونحوی نظام میں تقریباً سرے سے زیر بحث ہی نہیں آتا۔ حالانکہ علمائے نحو نے نسبت کے حوالے سے تین درجن سے زائد قوانین مقرر فرمائے ہیں۔ اس کتاب میں نسبت سے متعلق تمام قوانین بھی جمع کئے گئے اور خلاف قانون شاذ نسبتوں کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔

کتاب المؤنث مؤنث قیاسی وسماعی اور حقیقی ومجازی کے حوالے سے نہایت جامع تالیف۔ مؤنث کے بارے میں نہایت مفید ابحاث۔ عام طور پر مؤنث سماعی کے حوالے سے ابہام رہتا ہے کہ کونسا اسم مذکر ہے، مؤنث ہے یا مشترک؟ اس کتاب کا باب دوم صرف ایسے اسماء کی نشاندہی پر مشتمل ہے جس میں سینکڑوں عربی اسماء کو ابجدی ترتیب سے جمع کر کے ان کی تذکیر وتانیث کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

القاعدۃ فی النحو درجہ متوسطہ کے طلبہ کے لئے نحو کی پہلی درسی کتاب کے طور پر اس قاعدہ کا پڑھایا جانا طالبعلم کو زندگی بھر کام آتا ہے۔ نحو کے مکمل قواعد، نہایت اختصار سے مگر ہر قاعدہ مثالوں سمیت بیان کیا گیا ہے۔

ہدایۃ النحو درجہ اولیٰ کے طلبہ کیلئے نحو کی نہایت جامع، مفصل، مدلل کتاب۔ ہر موضوع پر قرآن کریم کی کم از کم پانچ اور روزمرہ عربی کی اس سے بھی زیادہ امثلہ! ہر موضوع نہایت واضح اور نہ صرف نحو بلکہ عربی زبان تک رسائی کیلئے نہایت مفید کتاب اکثر مدارس میں نحو میر کی جگہ اس کی تدریس رواج پا رہی ہے۔

القاعدۃ فی الصرف درجہ متوسطہ کے طلبہ کے لئے صرف کا ابتدائی قاعدہ جس میں صحیح، مثال، اجوف سے مضاعف تک تمام ابواب کی مکمل گردانیں اور جہاں جہاں ابدال، اعلال یا کسی اور قسم کی تبدیلی رونما ہوتی ہے اس کی مختصر مگر نمایاں وضاحت۔ چند اہم قوانین کا تذکرہ۔ مجرد ومزید ہر طرح کے ابواب کا ہر صیغہ تیار کرنا اس قاعدہ سے بچوں کو آ جاتا ہے۔

ہدایۃ الصرف درجہ اولیٰ کے طلبہ کیلئے صرف کے موضوع پر نہایت محققانہ تالیف! جس کے پڑھنے کے بعد عربی زبان کا ہر صیغہ نکالنا اور بنانا بھی آ جاتا ہے اور اصل سے موجودہ صیغہ تک پہنچنے کے قواعد وضوابط بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔ چند ایسے قوانین جن سے عام صرفی کتب خاموش ہیں، کے اضافہ نے کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

40/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احکام النسبۃ

تالیف

علامہ ارشد حسن ثاقب

مکتبہ سید احمد شہید
10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور
Ph.: 37228272-37228196

ناشر

www.KitaboSunnat.com

ادارۃ القریش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

کتاب .... قواعِدُ التَّصغِیر

تالیف .... علامہ ارشد حسن ثاقب

تعداد 1100

اشاعت .... اول

ناشر .... اِدَارَةُ القُریش

قیمت ....

طباعت ....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	معانی نسبت	8
2	تین تبدیلیاں	9
3	لفظی، معنوی، حکمی	//
4	انواع اسم منسوب	10
5	قواعد حذف 11	
6	یائے مشددہ پر ختم ہونے والے اسماء کی نسبت	//
7	ثمرۂ فرق واختلاف	12
8	ایک زائدہ اور ایک اصلی یائے کی نسبت	13
9	پہلا مذہب	//
10	دوسرا مذہب	14
11	اگر یائے مشددہ دو حروف کے بعد ہو	//
12	اگر یائے مشدد ایک حرف کے بعد ہو	//
13	مؤنث بالتاء اسماء کی نسبت	15
14	اسم مقصور کی نسبت اگر الف مقصورہ پانچویں جگہ آئے	//
15	اگر الف مقصورہ چوتھی جگہ ہو اور حرف ثانی متحرک ہو	//
16	اگر الف مقصورہ چوتھی جگہ آئے اور حرف ثانی ساکن ہو	//

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17	اگر الف مقصورہ اسم میں تیسری جگہ ہو	16
18	اسم منقوص کی نسبت اگر یائے منقوص پانچویں جگہ ہو	//
19	اگر یائے منقوص چوتھی جگہ ہو	17
20	اگر یائے منقوص اسم میں تیسری جگہ پر ہو	//
21	اسم ممدود کی نسبت	//
22	ہمزہ تانیث کی نسبت	//
23	ہمزہ اصلی کی نسبت	18
24	ہمزہ مبدلہ کی نسبت	//
25	محذوف البعض اسماء کی نسبت	//
26	کلمہ محذوف الفاء صحیح اللام کی نسبت	19
27	کلمہ محذوف الفاء متصل اللام کی نسبت	//
28	اسم ثلاثی محذوف اللام کی نسبت	//
29	اسمائے محذوف اللام کی تقسیم اور نسبت	21
30	اسم محذوف اللام متصل العین کی نسبت	//
31	اسم محذوف اللام غیر متصل العین کی نسبت	22
32	اگر تثنیہ اور جمع سالم بناتے وقت لام کلمہ واپس آتا ہو	//
33	اگر تثنیہ اور جمع سالم بناتے وقت محذوف اللام کلمہ واپس نہ آتا ہو	//
34	اگر حذف لام کے عوض ہمزہ لایا گیا ہو	24
35	بنتٌ اور اُختٌ کی نسبت	//

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

36	امام خلیل بن احمد الفراہیدی اور امام سیبویہ	25
37	اعتراض	//
38	امام یونس کا مذہب	26
39	عجیب صورتحال	//
40	اسم ثلاثی کی مکسور الثانی کی نسبت	28
41	ایسا اسم جس کے آخر سے ماقبل یائے مشددہ مکسور ہو	//
42	تثنیہ اور جمع کی نسبت	29
43	جس جمع کا مفرد اس کے لفظ سے نہ ہو	30
44	اسم جنس جمعی کی نسبت	//
45	ملحق بالمثنیٰ والجمع السالم کی نسبت	31
46	وہ اسم علم جو جمع مکسر سے منقول ہو	32
47	تثنیہ یا جمع سالم سے منقول علم کی نسبت	//
48	علم منقول عن المثنی	33
49	علم منقول عن المثنیٰ کی نسبت	//
50	اعراب بالحرکت کی نسبت	34
51	اسم علم منقول عن جمع المذکر السالم	//
52	جمع مذکر سالم سے منقول اسم علم کی نسبت	35
53	اعراب ملحق بالجمع السالم	//
54	اعراب بالحرکت کی نسبت	35

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

55	اعراب منصرف کی مثال	//
56	اعراب غیر منصرف کی مثال	36
57	جمع مؤنث سالم سے منقول اسم علم	//
58	جمع مؤنث سالم سے منقول اسم علم کی نسبت	37
59	جمع مؤنث سالم سے منقول اگر اپنے اصلی اعراب پر ہو	//
60	اگر اسے غیر منصرف کا اعراب دیا جا رہا ہو	//
61	اگر غیر منصرف کا الف چوتھی جگہ ہو اور اسم متحرک الثانی ہو	38
62	اگر غیر منصرف کا الف چوتھی جگہ ہو لیکن وہ اسم ساکن الثانی ہو	//
63	اگر غیر منصرف کا الف پانچویں چھٹی جگہ ہو	39
64	علم مرکب کی نسبت	//
65	مرکب اسماء کا عمومی حکم	//
66	اگر مرکب مزجی یا جملہ ہو	40
67	مرکب مزجی میں تین مزید مذاہب	//
68	اگر مرکب اضافی ہو	41
69	عام اسم مضاف ہو تو	//
70	حذف مضاف الیہ کی مثال	42
71	مرکب اضافی	43
72	فَعِيلَةٌ کی نسبت	45
73	اجوف اور مضاعف میں فَعِيلَةٌ کی نسبت	//

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

74	غیر اجوف وغیر مضاعف فَعِیْلَۃٌ کی نسبت	//
75	فُعَیْلَۃٌ کی نسبت	47
76	مضاعف کی نسبت	//
77	غیر مضاعف کی نسبت	//
78	فَعِیْلٌ اور فُعَیْلٌ کی نسبت	48
79	ناقص کی نسبت	//
80	غیر ناقص کی نسبت	//
81	غیر اجوف ومضاعف فَعُولَۃٌ کی نسبت	50
82	اجوف یا مضاعف فَعُولَۃٌ کی نسبت	51
83	دو حرفی اسماء کی نسبت	//
84	حرف ثانی حرف صحیح کی نسبت	//
85	حرف ثانی الف کی نسبت	//
86	حرف ثانی واؤ کی نسبت	//
87	حرفی ثانی یاء کی نسبت	52
88	یائے نسبت کے بغیر نسبت	//
89	شاذ اسمائے منسوبہ	53

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُقدّمۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ رُسُلِہٖ وَاَشْرَفِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ اِنْتَسَبَ اِلَیْہِ بِالْاِیْمَانِ وَالْیَقِیْنِ. اَمَّا بَعْدُ

یہ مختصر سا رسالہ ایک ایسے اہم علمی موضوع پر تحریر کیا گیا ہے جسے ہماری درسی نحوی کتب میں عموماً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

"**نسبت**" کا استعمال ہر زبان میں ہوتا ہے اور ہر زبان میں نسبت کے لیے مختلف اور متعدد قواعد وقوانین ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں اس کے قواعد درجنوں کی تعداد میں ہیں (جیسا کہ آپ اس رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے) لیکن ہمارے مدارس میں عام طالبعلم یہی سمجھتا ہے کہ کسی بھی اسم کے آخر میں **یائے مشددہ** لگانے سے **اسم منسوب** خود بخود حاصل ہو جاتا ہے۔

اس رسالے کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ عربی زبان میں "**نسبت**" کا معاملہ اتنا آسان اور سہل نہیں جتنا ہم نے سمجھ رکھا ہے۔ بلکہ اسم منسوب تیار کرنے کے لیے بڑے جتن کرنا پڑتے ہیں اور کئی قواعد وقوانین کو ملحوظ رکھنا ہوتا ہے۔

ان قواعد سے عدم واقفیت ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اپنے پیارے رسول ﷺ کے قبیلے کی صحیح نسبت تک نہیں کر پاتے۔ عام طور پر "قریش" کی نسبت کرتے ہوئے ہم "قریشی" کہتے ہیں اور "قُریشی صاحبان" سے ہمارا ملک بھرا پڑا ہے۔ جبکہ بعض حضرات قریشی کی بجائے "قَرشی" کہتے ہیں اس نام سے ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا اور معتبر ادارہ چل رہا ہے۔

اس رسالے کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ دونوں نسبتیں حقیقت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتنی دور ہیں!

اضافت، نسبت اور تصغیر کے موضوعات پر ہمارے یہ ابتدائی رسائل، علم نحو کے موضوع پر ایک مکمل، جامع اور نہایت سہل کتاب "بدایة النحو" جس میں ہر موضوع پر قرآنی امثلہ اور روزمرہ استعمال کی عربی کی امثلہ کے انبار لگا کر طالب علم کے لیے نحو کو ایک متحرک اور زندہ موضوع بنایا گیا ہے۔اس کے علاوہ عربی میں تراکیب پر مشتمل ایک نہایت جامع و مفصل تالیف "کتاب الاعاریب" اس علم عظیم کی خدمت کا ہراول دستہ ہیں۔

ہمارا ارادہ ان شآء اللہ علم نحو پر ایک مبسوط "موسوعه" تیار کرنے کا ہے، جس سے روشناس کرنے کے لیے یہ چند مختصر رسائل محض بطور تعارف سامنے لائے گئے ہیں۔امید ہے آپ محسوس فرمائیں گے کہ ان میں سے ہر رسالہ ایسی معلومات اور ابحاث پر مشتمل ہے جن سے نہ صرف عام درسی کتب خاموش ہیں بلکہ شروحات وحواشی بھی جن کی گرہ کشائی سے محروم وعاری ہیں۔

ہمیں قابل احترام اساتذہ کی آراء وتجاویز کا بھی انتظار ہوگا اور ان کی ہدایات کی روشنی میں اس علمی سفر کو آگے بڑھانے میں ہمیں آسانی بھی ہوگی اور خوشی بھی۔

وصلی اللہ علی اکرم خلقه محمد و آله وصحبه اجمعین

خادم العلم والعلماء

ارشد حسن ثاقب

جامعة حسن الاسلامية لاهور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسبت

عربی زبان میں کسی اسم کے آخر میں **یائے مشددہ** کا اضافہ کرکے اس کے ماقبل کو مکسور کرنے کو نسبت کرنا کہا جاتا ہے۔ اس عمل سے ایک چیز دوسری کی طرف منسوب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جس اسم کے آخر میں یائے نسبت آتی ہے اسے **اسم منسوب** کہا جاتا ہے۔ جیسے: هَاشِمِيٌّ ، مَكِّيٌّ، لَاهُوْرِيٌّ، مَنْطِقِيٌّ، نَحْوِيٌّ، حَنَفِيٌّ وغیرہ۔

معانی نسبت:

۱۔ اسم منسوب اگر **اسم** ہو تو نسبت سے اس کے معنی میں یہ فرق پیدا ہوگا کہ وہ اسم سے **صفت** کے معنی میں تبدیل ہو جائے گا۔

(ا) **فاعل کا معنی**: چناچہ یائے نسبت لگنے سے بعض علمائے نحو کے نزدیک وہ اسم فاعل کے معنی میں ہو جائے گا۔ جیسے نَحْوِيٌّ: اَیْ، مُنْتَسِبٌ اِلَی النَّحْوِ۔

(ب) **مفعول کا معنی**: اور بعض علمائے نحو کے نزدیک ایسا اسم، اسم مفعول کے معنی میں ہو جاتا ہے۔ جیسے: نَحْوِيٌّ، اَیْ، مَنْسُوْبٌ، اِلَی النَّحْوِ۔

۲۔ اور اگر اسم منسوب اسم کی بجائے **صفت** ہو تو اس صورت میں **یائے نسبت** لگانے سے اس صفت کے معنی میں مبالغہ پیدا ہو جائے گا۔ چنانچہ اہل عرب کا یہ اسلوب ہے کہ اگر کسی چیز کو محض **سرخ** کہنا ہو تو اسے احمر کہیں گے اور اگر وہ اس چیز کی **سرخی میں مبالغہ** کا اظہار کرنا چاہتے ہوں تو اسے اَحْمَرِيٌّ کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین تبدیلیاں:

نسبت کی وجہ سے تین قسم کی تبدیلیاں آتی ہیں:

ا۔ لفظی:

لفظی اعتبار سے تین تبدیلیاں آتی ہیں۔

(ا) اسم کے آخر میں یائے مشددہ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

(ب) اس یاء سے پہلے والے حرف کو لازمی طور پر کسرہ دے دیا جاتا ہے۔

(ج) اور اس اسم کا اعراب اصل اسم کی بجائے یائے مشددہ (یائے نسبت) کو منتقل ہو جاتا ہے۔

۲۔ معنوی:

معنوی تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ **منسوب الیہ** کا نام **منسوب** کا نام بن جاتا ہے۔

۳۔ حکمی:

حکمی تبدیلی یہ آتی ہے کہ یہ اسم یا **اسم فاعل** کے معنی میں ہو جاتا ہے یا **اسم مفعول** کے معنی میں۔ اس بناء پر اسم منسوب عمل بھی اسم فاعل یا اسم مفعول والا کرتا ہے۔

چنانچہ اگر ہم کہیں: **الطالب لاھورِیٌّ** تو اسم منسوب **لاھورِیٌ** بعض علمائے نحو کے نزدیک اسم فاعل کے معنی میں ہوگا، **وَتَقدیرہ : مُنْتَسِبٌ اِلٰی لَاھُوْرَ** اور چونکہ یہ اسم فاعل کے معنی میں ہے اس لیے اسم فاعل ہی کی طرح اس میں ایک ضمیر (واحد مذکر غائب) مستتر مانی جائے گی، جو اس کا فاعل واقع ہو کر مبتدا کی طرف راجع ہوگی۔

جبکہ دیگر علمائے نحو کے نزدیک اسم منسوب، **اسم مفعول کی تأویل** اور اس کے معنی میں ہوتا ہے۔ ان کے نظریہ کے مطابق مذکورہ بالا مثال میں **لاھورِیٌّ** اسم مفعول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معنی میں ہوگا۔ وتقدیرہ : مَنْسُوْبٌ اِلٰی لَاھُوْرَ اور چونکہ یہ اسم منسوب، اسم مفعول کے معنی میں ہے اس لیے **اسم مفعول** کی طرح اس میں ایک ضمیر مستتر مانی جائے گی جو اس کا **مفعول مالم یسم فاعلہ** واقع ہوکر مبتدأ کی طرف راجع ہوگی۔

اس تقریر سے یہ معلوم ہوگیا کہ اسم منسوب عام اسم کی بجائے اسم صفت (**اسم فاعل یا اسم مفعول**) کے معنی میں ہو جاتا ہے اور اس کا عمل بھی اسمائے صفت والا ہوتا ہے۔

انواعِ اسم منسوب

اس اعتبار سے اسم منسوب دو طرح کا ہوتا ہے کہ آیا نسبت کے آنے سے اس میں کسی قسم کی تبدیلی رونما ہوگی یا نہیں؟ چنانچہ بعض اسماء تو وہ ہوتے ہیں جن میں یائے نسبت کا اضافہ کرنے سے کسی قسم کی کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی۔ جیسے: حَسَنٌ سے حَسَنِیٌّ اور حُسَیْنٌ سے حُسَیْنِیٌّ وغیرہ۔ لیکن بعض اسماء میں یائے نسبت کے آنے سے مختلف قسم کی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور اس رسالہ کی تصنیف کی غایت بھی یہی ہے کہ آپ کو ان قواعد سے روشناس کرایا جائے جن قواعد کی رو سے ان اسماء میں تبدیلیاں آتی ہیں۔ نیز آپ کو ایسے مواقع سے بھی روشناس کرایا جائے جہاں قاعدہ کسی اور تبدیلی کا تقاضا کرتا ہے لیکن اہل عرب نے قاعدہ سے ہٹ کر وہاں کسی اور قسم کی تبدیلی کو پسند اور اختیار کیا۔ خلاف قاعدہ جو اسلوب اہل عرب اختیار کرتے ہیں اسے **شاذ** کہا جاتا ہے اور ان کے اس عمل کو "**شذوذ**" کہا جاتا ہے۔

یہاں یہ خیال رہے کہ اردو میں ہم "**شاذ و نادر**" کا لفظ محض قلت کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن نحوی وصرفی قواعد کے ضمن میں جب **شذوذ** یا **شاذ** کا لفظ آئے تو وہاں یہ نہ سمجھیں کہ یہ لفظ "**شاذ و نادر**" استعمال ہوتا ہے۔ نہ ہی یہ سمجھیں کہ **شاذ** اور خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ ہے لہذا اس لفظ کو سرے سے استعمال نہ کیا جائے۔ ہم اس رسالہ میں شاذ کا لفظ جہاں کہیں استعمال کریں گے اس کا مطلب ہوگا اہل عرب کا کسی لفظ کو عمومی ضابطے سے ہٹ کر استعمال کرنا۔ اور اس **شاذ** کا استعمال **واجب** ہوتا ہے۔ (شاذ کی مفصل بحث آپ کو ہماری صرف کی کتاب بدایۃ الصرف میں ملے گی، **فلیراجع ثمة**)۔

قواعدِ حذف:

یائے نسبت کے آنے سے اسم میں سات چیزیں حذف ہوتی ہیں۔

یائے مشددہ پر ختم ہونے والے اسماء کی نسبت:

(۱) تین یا اس سے زیادہ حروف کے بعد اسم کے آخر میں آنے والی **یائے مشددہ** خواہ وہ یائے مشددہ دو زائد یاؤں پر مشتمل ہو، خواہ ان میں سے **ایک اصلی** ہو اور دوسری **زائدہ کی نسبت**: جیسے كُرْسِيٌّ وَ شَافِعِيٌّ کہ ان دونوں اسماء کے آخر میں جو یائے مشددہ ہے وہ دو زائد یاؤں پر مشتمل ہے۔ اس پر یائے نسبت لگا کر اگر ہم اسے اسم منسوب بنانا چاہیں تو ان دونوں اسماء کی اصل یائے مشددہ کو حذف کرنا پڑے گا۔ اسے حذف کر کے پھر یائے نسبت لگائیں گے تو یہ اسم دوبارہ كُرْسِيٌّ اور شَافِعِيٌّ بن جائے گا۔

یہ ایک عجیب سی صورت حال ہے کہ اسم اپنی وضعی ساخت میں بھی ویسا ہی تھا جیسا کہ ہمیں اب (منسوب ہونے کے بعد بھی) نظر آتا ہے۔ بظاہر **اصل اسم** اور یائے نسبت لگنے کے بعد تیار ہونے والے **منسوب اسم** میں کوئی فرق نہیں کہ پہلے بھی **کرسی** تھا اب بھی **کرسی** ہے، پہلے بھی شَافِعِيٌّ تھا، اب بھی شَافِعِيٌّ ہے، البتہ معنوی اور تقدیری فرق پیدا ہوا ہے کہ پہلے كُرْسِيٌّ سے مراد کرسی تھی، اب یائے نسبت کے بعد كُرْسِيٌّ سے مراد منسوب الی الكُرْسِي ہے۔ (وهكذا في الشافعي)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثمرۂ فرق واختلاف:

سابقہ تقریر اور امثلہ سے بات واضح تو ہوگئی، لیکن پھر بھی طالبعلمانہ اشکال ذہن میں باقی رہ جاتا ہے کہ یہ کیسا فرق ہے جیسے ہم صرف فرض کررہے ہیں، یعنی جس کی حقیقت ایک مفروضے سے زیادہ کچھ بھی نہیں! ہم ایک بار کرسی کہیں تو آپ فرمائیں اس سے مراد کُرْسِیّ ہے۔ اور دوسری بار کہیں تو آپ کہیں کہ اس سے مراد کرسی نہیں بلکہ اس کی طرف منسوب کوئی اور چیز ہے؟

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ فرق محض **فرض** اور **تقدیر** تک محدود بایں معنی نہیں کہ اس کا حقیقت میں تو کوئی وجود نہیں، ہم فرض وتقدیر کے زور سے اس کا وجود منوانے چلے ہیں! بلکہ فرض وتقدیر کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اسم کی بنائے اصلی میں بھی چونکہ یائے مشددہ موجود تھی اور یائے نسبت بھی مشدد ہی ہوتی ہے۔ اب ہمارے سامنے ایسے اسم کو منسوب کرنے کے لیے صرف دو راستے تھے تیسرا کوئی راستہ نہیں تھا۔

(۱) یہ کہ اس اسم کی اصل ساخت برقرار رکھتے ہوئے اس کے آخر میں یائے نسبت کا اضافہ کردیتے۔ ایسے میں ایک یائے مشددہ اسم کے آخر میں پہلے سے موجود تھی۔ دوسری یائے مشددہ (برائے نسبت) کے اضافہ سے دو مشدد یائیں ایک ساتھ جمع ہوجاتیں۔ اور یہ تو معلوم ہے کہ یائے مشددہ دو یاؤں کے برابر ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ ایک اسم کے آخر میں چار یائیں اکٹھی ہوجائیں۔ اتنی ڈھر ساری یاؤں کا اکٹھا عربی میں آنا محال اور ناقابل استعمال ہے۔

(۲) دوسری صورت وہی ہے جس پر ہم نے عمل کیا ہے کہ پہلی یائے مشددہ کو حذف کر کے دوسری اس کی جگہ لگادی! لیکن یہاں یہ بتلانا بھی ضروری ہے کہ پہلی کو مٹا کر دوسری یائے مشددہ لگانے کا مطلب یہ نہیں کہ اس سے اسم میں کبھی بھی کوئی ظاہری فرق اور تغیر نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتا۔ ہمیشہ ایک سا رہتا ہے، یائے نسبت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بعض جگہ ایسے اسم میں تغیر بھی آتا ہے۔ اس کی مثال یہ کہ بَخَاتِیُّ اگر کسی مرد کا نام رکھا جائے تو جمع منتھی الجموع کی وجہ سے اور معرفہ کی وجہ سے یہ **غیر منصرف** ہوگا۔ اگر اس کو منسوب کرنا ہو تو ہم قاعدہ کے مطابق اس کی ذاتی یائے مشددہ کو حذف کر کے یائے نسبت لگائیں گے۔ جب اصل یائے مشددہ حذف کی گئی تو جمع منتھی الجموع کا وزن ٹوٹ گیا، اور یائے نسبت لگائی تو علمیت بھی جاتی رہی! لہذا منسوب ہونے کے بعد کہنے کو تو اب بھی بَخَاتِیٌّ کا لفظ یہیں کھڑا ہے۔ اس کے الفاظ میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔

لیکن ایک بہت بڑا فرق یہ آ گیا ہے کہ اسباب منع صرف کے اٹھ جانے کی وجہ سے اب یہ اسم منصرف ہو جائے گا۔ **منسوب** ہونے سے پہلے یہ غیر منصرف تھا اور اس پر تنوین اور کسرہ ممنوع تھا جب کہ منسوب ہونے کے بعد یہ منصرف ہو چکا ہے۔ اب آپ اس پر تنوین بھی پڑھیں گے اور بوقت ضرورت اسے کسرہ بھی دیں گے۔ پہلے یہ بخاتیُّ (بلا تنوین) تھا اب بَخَاتِیٌّ (مع التنوین) ہے۔

☆☆☆

ایک زائدہ اور ایک اصلی یائے مشددہ کی نسبت

بعض اسماء ایسے ہیں جن کے آخر میں یائے مشددہ تو ہے لیکن وہ دو زائد یاؤں کی بجائے ایک زائدہ اور ایک اصلی یاء پر مشتمل ہوتی ہے ایسے اسم پر یائے نسبت لگانے میں علمائے نحو کے ہاں دو مذاہب ہیں۔

(۱) پہلا مذہب:

ایک تو یہی کہ اصل وضع والی یائے مشددہ کو **حذف** کر دیں اور اس کی جگہ یائے نسبت لے آئیں۔ اس طرح اصل اسم اور اسم منسوب لفظی حد تک ایک جیسے ہی رہیں گے اور ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہری ساخت میں کوئی فرق نہیں آئے گا جیسے: مَرْمِیٌّ (کہ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا۔ واؤ کو یاء سے تبدیل کیا تو اس کا اگلی متحرک یاء میں ادغام کرنا واجب ہو گیا۔ لیکن واؤ سے بدلنے والی یاء اصلی نہیں بلکہ زائدہ ہے) اب اگر اسے اسم منسوب بنانا ہو تو اس کی یائے مشددہ کو حذف کر کے نسبت والی یائے مشددہ لگا دیں گے اور مَرْمِیٌّ بن جائے گا۔ (جبکہ پہلے بھی مَرْمِیٌّ ہی تھا)

(ب) دوسرا مذہب:

دوسرا مذہب یہ ہے کہ (۱) پہلی اور زائدہ یاء کو (مَرْمِیٌّ میں سے) حذف کریں گے۔ کیونکہ وہ زائدہ ہے اور دوسری کو برقرار رکھیں گے کیونکہ وہ اصل ہے۔ (۲) پھر اس دوسری یاء کو الف سے تبدیل کریں گے۔ (۳) پھر اس **الف** کو **واؤ** سے تبدیل کر دیں گے۔ (۴) پھر میم کو فتحہ (۵) اور اس واؤ کو یاء کی مناسبت سے کسرہ دیں گے۔ اور اس طرح مَرْمِیٌّ کا اسم منسوب مَرْمَوِیٌّ بن جائے گا۔

اگر یائے مشددہ دو حروف کے بعد ہو:

اگر یائے مشددہ دو حروف کے بعد ہو تو اس صورت میں ایک ہی ضابطہ ہے کہ (۱) اس یائے مشددہ میں سے **پہلی یاء** کو **حذف** کر دیا جائے گا اور (۲) دوسری یاء کو الف سے بدل دیا جائے گا (۳) پھر اس الف کو واؤ سے تبدیل کر کے (۴) اسے کسرہ دیں گے اور اس کے بعد نسبت والی یائے مشددہ لگا دیں گے۔ جیسے عَدِیٌّ سے عَدَوِیٌّ اور قُصَیٌّ سے قُصَوِیٌّ اور اُمَیَّۃُ سے اُمَوِیٌّ (یائے نسبت لگانے سے پہلے اسم کے آخر سے تائے تانیث حذف کر دی جاتی ہے، چند سطور کے بعد یہ ضابطہ آ رہا ہے)

اگر یائے مشددہ ایک حرف کے بعد ہو:

تو اسے اسم منسوب بنانے کے لیے کچھ بھی **حذف** نہیں ہو گا بلکہ (۱) پہلی یاء کو فتحہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے کر (۲) اگر وہ واؤ سے تبدیل ہوکر یاء بنی تھی تو اسے دوبارہ واؤ بنادیں گے اور اگر یائے اصلی ہے تو برقرار رکھیں گے (۳) اور دوسری یاء کو لازمی طور پر واؤ سے تبدیل کردیں گے۔
جیسے: طَيٌّ سے طَوَوِيٌّ اور حَيٌّ سے حَيَوِيٌّ۔

مؤنث بالتاء اسماء کی نسبت:

(۲) تائے تانیث بھی یائے نسبت لگانے سے حذف ہوجاتی ہے۔ فتقول في مَكة: مَكِّيٌّ وَفِي الْقَاهِرَةِ: قَاهِرِيٌّ. وَفِي فاطِمة : فَاطِمِيٌّ

اسم مقصورہ کی نسبت اگر الف مقصورہ پانچویں جگہ آئے:

(۳) اگر الف مقصورہ اسم میں پانچویں جگہ پر یا اس سے آگے آئے تو اس **الف مقصورہ** کو حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے جمادیٰ سے جُمادِيٌّ (جُمادیٰ اسم مقصور بضم الجیم ہے جسے عام طور پر اسم منقوص اور بفتح الجیم پڑھا جاتا ہے جو سراسر غلط ہے) مُسْتَشْفىٰ سے مُسْتَشْفِيٌّ اور مُصْطَفىٰ سے مُصْطَفِيٌّ۔ بعض علمائے نحو نے اس الف کو واؤ سے بدلنا بھی جائز قرار دیا ہے۔ ان کے قول کے مطابق مُصْطَفىٰ سے اسم منسوب مُصْطَفَوِيٌّ بنے گا۔

اگر **الف مقصورہ چوتھی جگہ** ہو اور **حرف ثانی متحرک** ہو:

اگر الف مقصورہ اسم میں چوتھی جگہ پر ہو اور اس اسم کا **حرف ثانی متحرک** ہو تو اس صورت میں بھی الف مقصورہ کو وجوباً حذف کردیا جاتا ہے۔ جیسے بَرَدىٰ (شہر دمشق کے درمیان سے گذرنے والے ایک دریا کا نام) سے بَرَدِيٌّ اور جَمَزىٰ (تیز رفتاری) سے جَمَزِيٌّ۔

اگر **الف مقصورہ چوتھی** جگہ آئے اور **حرف ثانی ساکن** ہو:

اگر الف مقصورہ ہو تو اسم میں چوتھی ہی جگہ پر، لیکن اس کا **حرف ثانی ساکن** ہو تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) اس الف کو **حذف** کرنا بھی جائز ہے اور (۲) واؤ سے تبدیل کرنا بھی جائز ہے۔

ترجیح: لیکن قلب وحذف کی ترجیح کیلئے ضابطہ یہ ہے کہ اگر الف مقصورہ **تانیث** کیلئے ہو تو اس صورت میں **حذف الف اولیٰ** ہے جبکہ اسے واؤ سے بدلنا بھی جائز ہے جیسے حُبْلٰی سے حُبْلِيٌّ اور حُبْلَوِيٌّ اور اگر **الحاق** کے لیے ہو، جیسے عَلْقٰی یا **واؤ** یا **یاء** سے تبدیل ہو کر وہ الف مقصورہ آیا ہو تو ان دونوں صورتوں میں اسے واؤ سے تبدیل کرنا اولیٰ ہے جبکہ حذف کرنا بھی جائز ہے۔

الف الحاق کی مثال: عَلْقٰی سے عَلْقَوِيٌّ اور عَلْقِيٌّ۔

الف مبدله من الواؤ کی مثال: مَلْهٰی سے مَلْهَوِيٌّ اور مَلْهِيٌّ

الف مبدله من الیاء کی مثال: مَسْعٰی سے مَسْعَوِيٌّ اور مَسْعِيٌّ۔

الف کا اضافه: جب آپ حذف کی بجائے قلب کو اختیار کریں، اس وقت یہ بھی جائز ہے کہ الف مقصورہ کو واؤ سے بدل کر اس سے پہلے ایک الف کا اضافہ کر دیں۔ جیسے: حُبْلَوِيٌّ/ حُبْلاَوِيٌّ، عَلْقَوِيٌّ/ عَلْقَاوِيٌّ مَلْهَوِيٌّ/ مَلْهَاوِيٌّ اور مَسْعَوِيٌّ/ مَسْعَاوِيٌّ۔

اگر **الف مقصورہ** اسم میں **تیسری جگہ** ہو:

اگر الف مقصورہ اسم میں تیسری جگہ ہو تو اسے وجوباً واؤ سے تبدیل کر دیا جائے گا۔ جیسے فَتٰی سے فَتَوِيٌّ، عَصٰی سے عَصَوِيٌّ۔

اسم منقوص کی نسبت اگر **یائے منقوص** پانچویں جگہ ہو:

اگر یائے منقوص پانچویں جگہ پر یا اسکے بعد آ رہی ہو تو اس یاء کا حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے: اَلْمُكْتَفِيْ سے اَلْمُكْتَفِيُّ (یائے اصلیہ کو حذف کر کے فاء کے بعد یائے نسبت کا اضافہ کیا گیا ہے) اَلْمُسْتَعْلِيْ سے اَلْمُسْتَعْلِيُّ (اصل یاء کو حذف کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لام کے بعد یائے نسبت کا اضافہ کیا گیا ہے)۔ یہاں ہم نے صرف قاعدہ سمجھانے کے لیے **یائے منقوص** کو لام تعریف کے ذریعے ثابت رکھا ہے۔ ورنہ یائے منقوص غیر معرف باللام اور غیر مضاف حالت میں حذف ہو جاتی ہے۔ (نحو: مکتفٍ)

اگر یائے منقوص چوتھی جگہ ہو:

اگر یائے منقوص اسم میں چوتھی جگہ واقع ہو تو (۱) اس یاء کو حذف کرنا بھی جائز ہے اور (۲) اسے واؤ سے تبدیل کرنا بھی جائز ہے (اس صورت میں اس کے ماقبل کو وجوباً فتحہ دیا جائے گا) جبکہ مختار حذف یاء ہی ہے۔ جیسے: اَلْقَاضِیْ سے اَلْقَاضَوِیُّ / اَلْقَاضِیُّ اور تَرْبِیَةٌ سے تَرْبَوِیٌّ / تَرْبِیٌّ (تاء کو حسب قاعدہ حذف کر کے قانون کا اجراء دونوں طرح سے کیا گیا)۔

۱۱۔ اگر یائے منقوص اسم میں تیسری جگہ پر ہو:

اگر یائے منقوص اسم میں تیسری جگہ پر ہو تو اسے واؤ سے تبدیل کرنا اور اس کے ماقبل کو **فتحہ** دینا واجب ہے۔ جیسے اَلشَّجِیُّ سے اَلشَّجَوِیُّ۔

۱۲۔ اسم ممدود کی نسبت:

اگر آپ کسی اسم ممدود کو منسوب کرنا چاہتے ہیں تو دیکھیں کہ اس کا **ھمزہ** کیسا ہے؟ (۱) **تانیث** کا ہے؟ (۲) **اصلی** ہے؟ (۳) **یا واؤ یا یاء** سے بدل کر آیا ہے؟

ھمزۂ تانیث کی نسبت:

اگر اس کا **ھمزہ تانیث** کا ہو تو منسوب کرتے وقت اس **ھمزہ** کو **واؤ** سے بدلنا واجب ہے۔ جیسے: حَمْرَاءُ سے حَمْرَاوِیٌّ ، بَیْضَاءُ سے بَیْضَاوِیٌّ ، سَوْدَاءُ سے سَوْدَاوِیٌّ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ھمزہ اصلی کی نسبت:

اگر **ھمزہ اصلی** ہوتو وہ اپنے حال پر قائم رہے گا۔جیسے وُضَّاءٌ سے وُضَّائِيٌّ،قُرَّاءٌ سے قُرَّائِيٌّ۔

ھمزہ مبدلہ کی نسبت:

اگر **ھمزہ** واؤ یا یاء سے **بدل** کر آیا ہو یا **الحاق** کیلئے آیا ہے تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں:

(۱) ھمزہ کو اپنی حالت پر برقرار رکھیں۔

(۲) یہ کہ اسے واؤ سے تبدیل کر دیں۔

واؤ سے تبدیل شدہ ھمزہ کی مثال: كِسَاءٌ سے كِسَاوِيٌّ ، سَمَاءٌ سے سَمَاوِيٌّ انہیں آپ كِسَائِيٌّ اور سَمَائِيٌّ بھی کہہ سکتے ہیں۔

یاء سے تبدیل شدہ ھمزہ کی مثال: رِدَاءٌ سے رِدَائِيٌّ ، رِدَاوِيٌّ۔

ھمزہ الحاق کی مثال: عِلْبَاءٌ سے عِلْبَاوِيٌّ /عِلْبَائِيٌّ ، حِرْبَاءٌ سے حِرْبَاوِيٌّ/حِرْبَائِيٌّ ۔(لیکن اس صورت میں ھمزہ کے ساتھ نسبت کرنا **افصح** جبکہ واؤ کے ساتھ فصیح ہے)۔

☆☆☆

محذوف البعض اسماء کی نسبت

۱۳۔ اگر آپ کسی ایسے اسم کو منسوب کرنا چاہیں جس کا کوئی ایک آدھ حرف محذوف ہو تو اس کے ساتھ یائے نسبت ملحق کرنے سے پہلے دیکھیں کہ حذف کہاں واقع ہوا ہے؟ **فاء** میں یا **لام** میں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ل) اگر کلمہ میں سے فائے کلمہ محذوف ہو تو دیکھیں کہ:

(۱) کلمہ **صحیح اللام** ہے یا (۲) **معتل اللام**؟

کلمۂ محذوف الفاء صحیح اللام کی نسبت:

اگر محذوف الفاء کلمہ **صحیح اللام** ہو تو حرف محذوف کو (یائے نسبت لگاتے وقت) واپس نہیں لایا جائے گا۔ جیسے عِدَۃٌ ، صِفَۃٌ سے عِدِیٌّ، صِفِیٌّ۔

کلمۂ محذوف الفاء معتل اللام کی نسبت:

اگر محذوف الفاء **معتل اللام** ہو تو حرف محذوف کو (۱) واپس لانا بھی واجب ہے اور (۲) عین کلمہ کو فتحہ دینا بھی واجب ہے۔ جیسے: شِیَۃٌ ، دِیَۃٌ سے وِشَوِیٌّ، وِدَوِیٌّ (**واؤ** پر اصلی کسرہ اور **عین کلمہ** پر قانون کا فتحہ اور **آخری واؤ** پر یاء کی مناسبت کا کسرہ پڑھنا واجب ہے، **فافهم**)

اسم ثلاثی محذوف اللام کی نسبت:

۱۴۔ اگر اسم ثلاثی **محذوف اللام** ہو تو (۱) اس کے لام کلمہ کو واپس لائیں گے۔ اور (۲) عین کلمہ کو فتحہ بھی دیں گے۔ چنانچہ عَمٍ، شَجٍ ، (اسم صفت بروزن فَعِلٌ مثل یَقِظٌ) اَبٌ، اَخٌ، لُغۃٌ، سَنَۃٌ ، مِائَۃٌ، اَمَۃٌ، یَدٌ، دَمٌ، غَدٌ، شَفَۃٌ، ثُبَۃٌ، عِضَۃٌ کو اسم منسوب بناتے وقت بالترتیب: عَمَوِیٌّ، شَجَوِیٌّ، اَبَوِیٌّ، اَخَوِیٌّ، لُغَوِیٌّ، سَنَوِیٌّ، مِئَوِیٌّ، اَمَوِیٌّ، یَدَوِیٌّ، دَمَوِیٌّ، غَدَوِیٌّ، شَفَوِیٌّ، ثُبَوِیٌّ، عِضَوِیٌّ کہیں گے۔

نوٹ(۱): اَمَۃٌ (باندی/ کنیز) کا اسم منسوب ابھی آپ نے پڑھا کہ اَمَوِیٌّ (بفتح الھمزہ) بنتا ہے جب کہ اَمَۃٌ کی جب تصغیر بنائیں تو قاعدہ یہ ہے کہ التصغیر یردُّ الاشیاء الی اصلها، چنانچہ امۃ سے تصغیر بناتے وقت اس کا محذوف کردہ لام کلمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس آجائے گا اور اس کی تصغیر اُمیَّةٌ (مَعَ التَّنْوِین لِاَنَّهُ مُنْصَرِفٌ) بنے گی۔ پھر جب آپ اسے کسی کا اسم علم بنائیں گے تو معرفہ اور تانیث کے دو اسباب جمع ہونے کی وجہ سے یہی اُمیَّةُ منصرف سے غیر منصرف ہو جائے گا۔ پھر جب اس اُمیَّةُ کی طرف نسبت کریں گے تو تیسرے مقام پر آنے والی یائے مشددہ کی ایک یاء کو حسب قاعدہ (قاعدہ پیچھے گذر چکا ہے) آپ حذف کر کے دوسری کو واوِ مفتوحہ سے بدل کر یائے نسبت اس کے آخر میں لگائیں گے تو اُمَــوِیٌّ بن جائے گا۔ (لیکن اس اسم منسوب میں ہمزہ مفتوح نہیں بلکہ مضموم ہے کیونکہ یہ **اسم مصغر مضموم الهمزه** سے بنایا گیا ہے۔(فَانْتَبِهُ وَ لَا تَلْبَسِ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ لَا الْمُصَغَّرَ بِالْمُكَبَّرِ!)۔

نوٹ(۲): شَفَةٌ کا اسم منسوب جس طرف شَفَوِیٌّ آتا ہے، اسی طرح اس کا اسم منسوب ''شَفَهِیٌّ'' بھی آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کلمہ کی اصل کے بارے میں علمائے لغت میں اختلاف ہے۔ (۱) بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس کی اصل '' شَفَهٌ '' ہے اور لام کلمہ میں ھاء حذف ہوتی ہے۔ اس قول کے مطابق اس کا اسم منسوب ''شَفَهِیٌّ'' بنتا ہے۔ جبکہ دیگر علماء کا کہنا ہے کہ اس کی اصل شَفَوٌ ہے اور اس کا لام کلمہ جو محذوف ہوا ہے وہ واؤ ہے۔ لہٰذا ان کے قول کے مطابق اس کا اسم منسوب شَفَوِیٌّ بنے گا اور یہ اختلاف صرف **اسم منسوب** تک محدود نہیں بلکہ جمع مؤنث سالم بنانے میں بھی ظاہر ہوتا ہے کہ **قول اول** کے مطابق شَفَهَاتٌ اور **قول ثانی** کے مطابق شَفَوَاتٌ سے اس کی جمع سالم بنائی جائے گی۔

ترجیح: ہمارے خیال میں (واللّٰہ اعلم وعلمہ اکمل واتم) **قول اول** زیادہ قوی اور قریب الی الصواب ہے۔ (۱) اس لیے کہ جب آپ اس کی جمع مکسر بناتے ہیں تو ''شِفَاهٌ'' کہتے ہیں و التَّكْسِيرُ يَرُدُّ الْاَشْيَاءَ اِلٰى اُصُولِهَا مثل التصغير۔ (۲) اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سے جب باب مفاعلہ بناتے ہیں تو کہتے ہیں۔ شَافَهْتُهٗ جب جمع تکسیر میں بھی ھاء واپس آرہی ہے اور فعل میں بھی وہی واپس آرہی ہے اور قول ثانی کے قائلین بھی ان دو مقامات پر **ھاء** ہی استعمال کرتے ہیں، واؤ استعمال نہیں کرتے تو یہ اس امر کی قوی دلیل ہے کہ اس کلمہ کے لام سے ھاء حذف ہوئی ہے نہ کہ واؤ۔

☆☆☆

اسمائے محذوف اللام کی تقسیم اور نسبت

اسم محذوف اللام معتل العین کی نسبت:

ا۔ اگر **محذوف اللام** اسم ایسا ہے جس کا **عین کلمہ** حرف علت ہو تو اس صورت میں اسے منسوب کرتے وقت اس کا حرف محذوف واپس لانا **مطلقاً واجب** ہے۔

جیسے: شَاةٌ جو اصل میں شَوْهَةٌ ہے۔ (اس وجہ سے اس کی جمع شِيَاهٌ آتی ہے)۔ اس اسم کو جب منسوب کریں گے تو اس کا حرف محذوف (**ھاء**) بھی واپس لے آئیں گے۔ لیکن واپس لانے کے بعد اسکو منسوب بنانے کے طریق کار میں امام سیبویہؒ اور امام اخفشؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

سیبویہ فرماتے ہیں کہ حذف شدہ ھاء کو واپس لانے کے بعد جب واؤ بھی واپس آئے گی تو اس واؤ کو سکون والی اصلی حالت پر (شَوْهِيٌّ کی حالت پر) واپس نہیں لائیں گے بلکہ اس کے واؤ کو الف سے بدلیں گے تو شَاهِيٌّ ہو جائے گا۔

اخفشؒ فرماتے ہیں کہ کسی لمبے چوڑے تکلف کی ضرورت نہیں۔ اس کے حرف محذوف کو واپس لانا ہے اور جس حالت میں حذف ہوا تھا اسمیں کسی قسم کا رد و بدل کئے بغیر اس پر یائے نسبت لگا دیں گے تو وہ منسوب ہو جائے گا۔ چنانچہ ان کے قول کے مطابق شَاةٌ کا اصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَوْهَةٌ واپس آئے گا تو ضابطے کے مطابق تائے تانیث اڑا کر یائے نسبت لگائیں گے تو شوهيٌّ اس کا اسم منسوب بن جائے گا۔

اسم محذوف اللام غیر معتل العین کی نسبت:

کسی بھی **محذوف اللام** (غیر معتل العین) اسم کو منسوب بنانے کے قواعد کی بنیاد اس بات پر ہے کہ آیا اس محذوف اللام اسم کا محذوف حرف علت، تثنیہ یا جمع سالم بناتے وقت واپس آتا ہے یا نہیں؟

اگر تثنیہ اور جمع سالم بناتے وقت لام کلمہ واپس آتا ہو:

تو یائے نسبت لگاتے وقت بھی اسے واپس لانا واجب ہے۔ جیسے عَمٍ، شَجٍ، اَبٌ، اَخٌ، کہ ان کو تثنیہ بناتے وقت ان کا لام محذوف واپس آجاتا اور ہم کہتے ہیں: عَمَوَانِ، شَجَیَانِ، اَبَوَانِ، اَخَوَانِ، اسی طرح یہ اسماء بھی ہیں: اَمَةٌ، سَنَةٌ، عِضَةٌ کہ ان کی **جمع مونث سالم** بناتے وقت ان کا لام محذوف واپس آجاتا ہے۔ چنانچہ ان کی جمع: سَنَوَاتٌ، (یاسَنَهَاتٌ) اَمَوَاتٌ، عِضَوَاتٌ (یا عِضَهَاتٌ) آتی ہے۔ اور ان میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر ایک اسم کا وہ محذوف حرف واپس آگیا ہے جو مفرد میں نظر نہیں آرہا تھا۔

نوٹ: سَنَةٌ، اور عِضَةٌ کے بارے میں علمائے لغت کے درمیان لام محذوف کی اصلیت پر اختلاف ہے بعض علماء نے یہاں **واو** کو محذوف مانا ہے، جبکہ بعض نے **ھاء** کو محذوف مانا ہے۔ جمع سالم میں واو اور ھاء کا اختلاف اسی پر مبنی ہے۔

اگر تثنیہ اور جمع سالم بناتے وقت محذوف لام کلمہ واپس نہ آتا ہو:

تو ایسے اسم کو منسوب بناتے وقت دو وجہیں جائز ہیں:

(1) ایک یہ کہ منسوب بناتے وقت اس کلمہ کا محذوف شدہ لام کلمہ واپس لے آئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ وجہ افصح ہے۔

(۲) دوسری یہ کہ اسے واپس نہ لائیں اور لفظ کی ظاہری ساخت ہی پر یائے نسبت کا اضافہ کردیں۔اس قسم کے اسماء میں یَدٌ، دَمٌ، غَدٌ، ثُبَۃٌ، مِائَۃٌ، لُغَۃٌ شامل ہیں کہ ان میں سے کسی اسم کا بھی محذوف شدہ حرف (لام کلمہ) نہ تثنیہ بناتے وقت واپس آتا ہے۔جیسے یـدَان، دمـانِ، غدَان، ثُبَتَان، مِائَتَان، لُغتَان، اور نہ ہی جمع سالم بناتے وقت واپس آتا ہے۔جیسے مـآتٌ، ثُبـاتٌ، لُغـاتٌ، چنانچہ ان تمام کلمات میں یہ بھی جائز ہے کہ ہم یائے نسبت لگاتے وقت ان کا محذوف شدہ لام کلمہ واپس لاتے ہوئے انہیں یَـدَوِیٌّ، دمَوِیٌّ، غَدَوِیٌّ، ثُبَوِیٌّ، مِئَوِیٌّ، لُغَوِیٌّ کہیں اور یہی صورت افصح بھی ہے۔لیکن یہ بھی جائز اور موافق قانون ہے کہ ہم انہیں ان کے ظاہری لفظ پر ہی منسوب کردیں اور محذوف شدہ لام کلمہ واپس نہ لائیں اس طرح ان کی نسبت یوں ہوگی یَدِیٌّ، دَمِیٌّ، غَدِیٌّ، ثُبِیٌّ، مِئِیٌّ، لُغِیٌّ مگر یہ صورت غیر افصح ہے۔

شذوذ: یہ ضابطہ تو آپ اچھی طرح سمجھ چکے کہ **محذوف اللام** اسماء کو منسوب بناتے وقت اس کے محذوف شدہ لام کی واپسی اور عدم واپسی کا تعلق اس بات سے ہے کہ تثنیہ یا جمع بناتے وقت وہ واپس آتا ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس اسم کا لام کلمہ تثنیہ یا جمع سالم بناتے وقت واپس آتا ہو، **یائے نسبت** لگاتے وقت بھی اس کے لام کلمہ کو واپس لانا واجب ہے۔لیکن اہل عرب نے شَفَۃٌ کو منسوب بناتے وقت جہاں مذکورہ بالا قاعدے کی پاسداری کی ہے اور اس کی نسبت ضابطے کے مطابق شَفَوِیٌّ اور شَفَهِیٌّ بنائی ہے (اس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے) وہاں خلاف ضابطہ اس کو اس کے ظاہری لفظ کے ساتھ (لام کلمہ واپس لائے بغیر) بھی منسوب کیا ہے۔چنانچہ اس کی نسبت وہ شَـفِـیٌّ کے ساتھ بھی کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ نسبت **شاذ** ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہ اس کی جمع یا تو شَفَوَاتٌ آتی ہے یا شَفَهَاتٌ آتی ہے (علی اختلاف اصل المحذوف) ۔ تو جب جمع سالم میں محذوف شدہ لام کلمہ (واؤ یا ھاء) واپس آرہا ہے تو ضابطے کے مطابق نسبت کے وقت بھی اس کا واپس لانا ضروری ہے جبکہ شَفِيٌّ میں وہ واپس نہیں لایا گیا۔

اگر حذف لام کے عوض همزہ لایا گیا ہو:

اگر اسم ایسا ہو جس کو لام کلمہ کے حذف کرنے کے عوض شروع میں **همزة الوصل** دیا گیا ہو تو ایسے اسم کو **منسوب** بناتے وقت بھی مذکورہ بالا دونوں وجہیں جائز ہیں کہ:

(۱) اسے اسکی ظاہری لفظی ساخت پر بھی منسوب کر سکتے ہیں جیسے: اِبْنٌ، اِسْمٌ سے اِبْنِيٌّ، اِسْمِيٌّ ۔ اور (۲) یہ بھی کر سکتے ہیں کہ اس کا **لام کلمہ** واپس لے آئیں (اور جب محذوف شدہ حرف واپس آگیا تو اس کے عوض میں آنے والا **همزة الوصل** اڑا دیا جائے گا کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ **عوض** اور **معوض عنه** بیک وقت کلمہ میں جمع نہیں ہو سکتے)۔ اس صورت میں اسْمٌ کی نسبت سِمَوِيٌّ اور اِبْنٌ کی نسبت بَنَوِيٌّ بنے گی۔

بِنْتٌ اور اُخْتٌ کی نسبت:

لیکن بِنْت اور اُخْت کی نسبت کا مسئلہ ذرا غور طلب ہے۔ قاعدہ تو یہاں بھی وہی لاگو ہو رہا ہے کہ (۱) یا تو اس کے ظاہری لفظ پر ہی منسوب کر دیں اور کسی محذوف حرف کو واپس لانے کی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ان دونوں اسماء کی نسبت: بِنْتِيٌّ، اُخْتِيٌّ، بنے گی۔ (۲) اور دوسری صورت یہ ہے کہ حرف محذوف کو واپس لا کر اس کے بدل میں آنے والی **تاء** کو حذف کر دیں اور پھر **یائے نسبت** لگا دیں۔ اس صورت میں ان کی نسبت: بنوِيٌّ، اخوِيٌّ بنے گی (جو کہ عمومی ضابطے کے عین مطابق ہے)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل اختلاف: ان دونوں اسماء کے بارے میں پہلے ہم ذرا اس اصل اختلاف کو سامنے رکھ لیں جس کی وجہ سے ان کی نسبت میں بھی اختلاف آ رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ ان دونوں اسماء کی اصل کے بارے میں اکابرین نحو میں یہ اختلاف چلا ہے کہ ان کی **تاء** کی حقیقت کیا ہے؟ آیا یہ **تاء تانیث** کی ہے یا کوئی اور ہے؟۔

امام خلیل بن احمد الفراہیدی اور امام سیبویہ:

امام خلیل بن احمد الفراھیدی اور **امام سیبویہ** کے نزدیک یہ **تاء تانیث** کی ہے۔

اعتراض: (۱) ان حضرات پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر یہ **تاء تانیث** کی ہوتی تو اسے رَحْمَةٌ، كَاتِبَةٌ، مُؤمِنَةٌ کی تاؤں کی طرح مربوط شکل میں لکھا جاتا۔ جبکہ اسے **تاء** اصلیہ کی طرح **مبسوط** شکل میں سُحْتٌ کی طرح لکھا جاتا ہے۔ جو اس کے تائے تانیث ہونے کی نفی کرتا ہے (۲) اور اگر تانیث کی ہوتی تو حالت وقف میں یہ **ھاء** سے تبدیل ہو جاتی ہے جب کہ ان دونوں تاؤں کو وقف میں بھی تاء ہی پڑھا جاتا ہے؟

جواب: ان حضرات نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جب ان دونوں اسماء کے آخر سے **واؤ** کو حذف کیا گیا تو **تائے تانیث** کو مربوط کی بجائے مبسوط شکل میں اس وجہ سے لکھنا پڑا کہ مربوطہ کے مقابلہ میں اس پر وقف کرنا آسان تھا۔ کیونکہ مربوط کی صورت ساکن ہونے کی وجہ سے اس میں ثقل آ رہا تھا۔ اس لیے اس کو مبسوط لکھا گیا تا کہ وقف میں بھی **تاء** ہی پڑھی جائے۔ بالفاظ دیگر اس تاء کا **مبسوطا** لکھا جانا اس کے لام محذوف کے عوض میں ہے (اصلی ہونے کی وجہ سے یا غیر تانیث کی علامت ہونے کی وجہ سے نہیں ہے)۔

یاد رہے کہ **امام خلیل** اور **سیبویہ** کی اس رائے کے مطابق چونکہ ان اسماء کا **لام کلمہ محذوف** اور **تاء علامت تانیث** ہے۔ اور محذوف لام کلمہ کے عوض ان دونوں (بِنْتٌ، اُخْتٌ) کے شروع میں ہمزہ بھی نہیں لایا گیا تو نسبت کے عمومی ضابطے کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں اسماء کو منسوب کرتے وقت اولاً ان کے آخر سے حسب ضابطہ **تائے تانیث** کو حذف کریں گے اور ثانیاً اس حرف محذوف کو واپس لاکر بَنَوِیٌّ، اَخَوِیٌّ بنائیں گے۔

امام یونس کا مذہب:

امام یونس کا مذہب یہ ہے کہ ان دونوں اسماء میں **تاء تانیث** کی نہیں ہے۔

(۱) اسلئے کہ اس کا **ما قبل** دونوں اسماء میں ساکن ہے جبکہ تائے تانیث کا ضابطہ یہ ہے اس کے لگتے ہی اس کا ماقبل (اسم کا حرف آخر) **وجوبا مبنی علی الفتح** ہو جاتا ہے۔ جیسے مُؤمِنَةٌ، فَاسِقَةٌ وغیرہ۔ (۲) اور اس لیے بھی کہ **تاء تانیث** ہمیشہ حالت وقف میں ہائے ساکنہ سے تبدیل ہو جاتی ہے جبکہ ان دونوں کو ہم وقف کی حالت میں بھی آخر میں **تاء** ہی پڑھتے ہیں۔ (۳) نیز **تاء تانیث** مفرد میں ہمیشہ تائے مربوطہ کی شکل میں (رحْمَةٌ کی طرح) لکھی جاتی ہے جبکہ ان دونوں اسماء کی تاء ہمیشہ **تائے مبسوطہ** کی شکل میں (زَیْتٌ کی طرح) لکھی جاتی ہے۔

جب امام یونس کے نزدیک ان دونوں اسماء کی تاء تانیث کی علامت نہیں ہے تو یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اب اسے منسوب کرتے وقت حذف کرنا بھی جائز نہیں ہوگا بلکہ اس کے ظاہری لفظ کے آخر ہی میں یائے نسبت لگا کر منسوب کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ان کے مذہب کے موافق ان دونوں اسماء کی نسبت: بِنْتٌ، اُخْتٌ سے بِنْتِیٌّ، اُخْتِیٌّ ہوگی۔

عجیب صورتحال:

فریقین کا موقف بھی آپ نے دیکھ لیا اور دلائل بھی! ان سے یہ نتیجہ نکالنے میں تو کوئی دشواری نہیں کہ موقف **امام خلیلؒ** اور **امام سیبویہؒ** ہی کا اقرب الی الصواب ہے کہ یہ تاء تو صرف تانیث ہی کی ہے (اِبْنٌ اور اَخٌ کو مؤنث بنایا گیا) مبسوطہ لکھنے اور مربوطہ نہ لکھنے کی وجہ بھی تفصیل سے سامنے آگئی ہے۔ اور **امام یونسؒ** کے قول کے مطابق (۱) ہمارے پاس ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں اسماء میں تانیث پر دلالت کرنے والی کوئی علامت ہی موجود نہیں (نیزان کے قول کے مطابق اگر یہ واؤ کا عوض یا بدل ہے تو واؤ صرف بِنْتٌ ، اُخْتٌ ہی میں تو حذف نہیں ہوتی وہ تو ان کے مذکر اسماء ،اِبْنٌ، اَخ میں بھی محذوف ہے! غیر تانیث کی جو تاء آپ مؤنث اسماء میں تسلیم کرر ہے ہیں وہ وہاں کیوں نہ لائی گی؟ وہاں اس کا نہ آنا اور یہاں آنا ہی سب سے بڑی اور سب سے واضح دلیل ہے کہ یہ **تاء تانیث** کی ہے، عوض یا بدل کی نہیں ہے!

دلائل اور موقف کو دیکھیں تو امام خلیلؒ اور ان کے جلیل القدر شاگرد رشید سیبویہؒ کا موقف جاندار اور مبنی بر حقائق اور دلائل بھی وزن دار اور مبنی بر مسلمات ہیں۔ لیکن عجیب صورتحال یہ ہے کہ ان حضرات کا موقف مضبوط ہونے کے باجود ان کے موقف کی روشنی میں جو اسم منسوب تشکیل پاتا ہے (بِنْتٌ، اُخْت ، بَنَوِیٌّ، اَخَوِیٌّ) اس کی وجہ سے اس نسبت کا ان دونوں اسماء کے مذکر اسماء سے شدید التباس پیدا ہو رہا ہے کہ اِبْنٌ ، اَخٌ سے بھی اسم منسوب بَنَوِیٌّ، اَخَوِیٌّ ہی آتا ہے تو اب اگر کوئی آدمی بنوی کہے تو کیسے پتہ چلے گا کہ وہ اس چیز کو بیٹے کی طرف منسوب کر رہا ہے یا بیٹی کی طرف؟ اور کوئی اَخَوِیٌّ کہے تو کس طرح معلوم کیا جا سکے گا کہ منسوب الیہ بھائی ہے یا بہن؟ کیونکہ اسم منسوب تو بھائی اور بہن دونوں کا اَخَوِیٌّ ہی بنتا ہے اور بیٹے اور بیٹی دونوں کا اسم منسوب بَنَوِیٌّ ہی بنتا ہے۔

جبکہ اس کے بالمقابل **امام یونس** کا موقف بے شک اتنا جاندار اور وزندار نہیں، لیکن اس میں ایک خوبی یہ ہے کہ اس موقف کے نتیجے میں جو اسم منسوب تشکیل پاتا ہے وہ اقرب الی الفھم بھی ہے اور اس میں التباس کا بھی دور دور تک کوئی اندیشہ نہیں ان کے مذہب کے مطابق چونکہ ان دونوں اسماء کے اسم منسوب بِنْتِیٌّ ، اُخْتِیٌّ بنتے ہیں جنہیں دیکھتے ہی آدمی سمجھ جاتا ہے کہ نسبت بیٹی اور بہن کی طرف ہو رہی ہے نہ کہ بیٹے اور بھائی کی طرف! کیونکہ ان کی طرف منسوب کرنے کے لیے الگ سے بَنَوِیٌّ، اَخَوِیٌّ کے الفاظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہیں!**فتدبر فیہ فانہ بحث انیق ولیس بدقیق ولا عمیق!!**

☆☆☆

اسم ثلاثی مکسور الثانی کی نسبت

اگر کسی ایسے اسم کو منسوب کرنا چاہیں جو(۱)**ثلاثی** ہےاور(۲)اس کا **حرف ثانی مکسور** ہےتو اسے منسوب کرتے وقت اس میں تخفیف پیدا کرنے کے لیےاس کے حرف ثانی کے کسرہ کوفتحہ سے بدلنا واجب ہے۔چنانچہ آپ اِبِلٌ، نَمِرٌ، مَلِکٌ، دُئِلٌ کو منسوب کرتے وقت ان تمام الفاظ کے حرف ثانی کا کسرہ فتحہ سے بدلتے ہوئے:اِبَلِیٌّ، نَمَرِیٌّ، مَلَکِیٌّ، دُئَلِیٌّ کہیں گے۔

نوٹ: بانی فن نحو،سید الاولیاء،ختن رسول ﷺ،خلیفہ راشد،اسداللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ کے فن نحو میں خصوصی شاگرد رشید حضرت **ابو الاسود دئلی** اسی آخر الذکر قبیلے **بنی دُئِل** سے تعلق رکھتے تھے۔جب آپ صرف قبیلے کا نام لیں گے تو اسے **دُئِل (بکسر الھمزہ)** کہیں گےاور جب اسے منسوب کریں گےتو **دُئَلی (بفتح الھمزہ)** کہیں گے۔

ایسا اسم جس کے آخر سے ماقبل یائے مشددہ مکسور ہو:

اگر آپ کسی ایسے اسم کو منسوب کرنا چاہیں جس کا حرف آخر یائے مشددہ نہ ہو (اس کے احکام کی تفصیل آغاز میں گذر چکی ہے)لیکن اس کا ماقبل **یائے مشدد** بھی ہواور مکسور بھی ہوتو اس کو منسوب کرنے کا ضابطہ یہ ہے کہ اس یائے مشددہ(جو ایک ساکن اور ایک متحرک یاء پر مشتمل ہے)کی مکسور یاء کو حذف کر دیا جائے گا۔(اس کے بعد صرف پہلی ساکن یاء رہ جائے گی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آپ طَيِّبٌ، مَيِّتٌ، لَيِّنٌ، كَيِّسٌ، كُرَيِّمٌ وغیرہ کو منسوب کرتے وقت ان کی یائے مشددہ میں سے دوسری (مکسور) یاء کو حذف کر کے صرف ایک یاء کے ساتھ اسے منسوب کریں گے۔ان کی نسبت یوں ہوگی: طَيْبِيٌّ، مَيْتِيٌّ، لَيْنِيٌّ، كَيْسِيٌّ، كُرَيْمِيٌّ.

تثنیہ اور جمع کی نسبت:

اگر آپ کسی مثنیٰ اسم یا جمع اسم کو منسوب کرنا چاہیں تو اس مثنیٰ یا جمع اسم کو اس کے مفرد کی طرف لوٹا کر اس مفرد کے ساتھ یائے نسبت لگائیں گے۔(براہ راست مثنیٰ یا جمع کے آخر میں یائے نسبت نہیں لگائیں گے)۔

مثلاً عِرَاقَيْنِ، كُتُبٌ، اَخْلاقٌ، دُوَلٌ، فَرَائِضُ، قَبَائِلُ، سُوْدٌ وغیرہ کو منسوب کرنا چاہیں تو ان تمام اسماء کا مفرد تلاش کر کے اس کے آگے یائے نسبت لگادیں گے۔ اور یوں کہیں گے: عِرَاقِيٌّ، كِتَابِيٌّ، خُلُقِيٌّ، دَوْلِيٌّ، فَرْضِيٌّ، قَبَلِيٌّ، اَسْوَدِيٌّ/ سَوْدَاوِيٌّ.

نوٹ: سُوْدٌ کا اسم منسوب ہم نے الگ الگ دو طرح سے اس لئے نکالا ہے کہ سُوْدٌ صفت مشبہ مذکر اَسْوَدُ کی بھی جمع ہوسکتا ہے اور مؤنث سَوْدَاءُ کی بھی ہوسکتا ہے۔آپ جس حوالے سے سود کو منسوب کریں اس کے مطابق مفرد (مذکر یا مؤنث) نکال کر اسے منسوب کردیں۔افعل فعلاء کے دیگر تمام اسماء کو بھی اسی پر قیاس کرلیں۔

نوٹ: (۲) دُوَلٌ جمع ہے دَوْلَةٌ (ملک/اسٹیٹ) کی۔اس کو منسوب کرنے کیلئے مفرد دولۃ لائے تو حسب قاعدہ اس کی تائے تانیث کو حذف کرنے سے دَوْلِيٌّ بن گیا عام طور پر لوگ اسے دُوَلِيٌّ (جمع کے صیغے پر یائے نسبت لگاکر) پڑھتے ہیں، جو غلط ہے اس کی اصلاح کرلینی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس جمع کا واحد نہ ہو:

ہاں اگر آپ کسی ایسی جمع کو منسوب کرنا چاہتے ہیں جس کا کوئی واحد نہ ہو (جسے اسم جمع کہا جاتا ہے) جیسے عبادیدٌ، عبابیدٌ، اَبَابِیلٌ، جیشٌ، قَوْمٌ تو ان کو براہ راست منسوب کیا جائے گا چنانچہ ان تمام اسماء کی نسبت: عبادیدیٌّ، عبابیدیٌّ، ابابیلیٌّ، جیشیٌّ، قومیٌّ بنے گی۔

جس جمع کا مفرد اس کے لفظ سے نہ ہو:

جیسے مَلَامِحُ، مَحَاسِنُ، مَشَابِهُ کہ ان کا مفرد بالترتیب: لَمْحَةٌ، حُسْنٌ اور شَبَهٌ ہے۔ جبکہ **مفاعل** کے وزن پر آنے والے ان اسماء کا مفرد **مفعل** کے وزن پر ہونا چاہیے۔ تو ایسے اسماء کو بھی براہ راست جمع کے صیغے پر ہی منسوب کر دیا جائے گا اور انہیں مَلَامِحِیٌّ، مَحَاسِنِیٌّ مَشَابِهِیٌّ کہا جائے گا۔

اسم جنس جمعی کی نسبت

اسم جنس جمعی وہ اسم جنس ہے جو صرف جمع پر دلالت کرے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ایک وہ ہے جس کے مفرد کے لیے اس اسم جنس کے آخر میں تاء کا اضافہ کرتے ہیں جیسے: بیضٌ، تُفَّاحٌ، تَمْرٌ، حَصًى وغیرہ کہ یہ اسمائے جنس صرف جمع پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر آپ ایک انڈا یا ایک سیب وغیرہ کہنا چاہیں تو ان اسماء پر تاء کا اضافہ کر کے بَیْضَةٌ، تُفَّاحَةٌ، تَمْرَةٌ، حَصَاةٌ کہیں گے۔

(۲) اور دوسری قسم اسم جنس جمعی کی وہ ہے جس کے مفرد کے لیے اس کے آخر میں یائے مشددہ کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے: عَرَبٌ، اَعْرَابٌ، عَجَمٌ، یَهُوْدٌ، تُرْکٌ، رُوْمٌ، اَفْغَانٌ، رُوْسٌ، اَنْصَارٌ وغیرہ کہ ان کے مفرد کے لیے ان اسمائے جنس کے آخر میں یائے مشددہ لگا کر: عَرَبِیٌّ، اَعْرَابِیٌّ، عَجَمِیٌّ، یَهُوْدِیٌّ، تُرْکِیٌّ، رُوْمِیٌّ، اَفْغَانِیٌّ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُوسیٌّ، اَنصَارِیٌّ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: پہلی قسم کے اسم جنس جمعی کا زیادہ تر استعمال پیداواری چیزوں (پھلوں، اناجوں، جانوروں) میں اور دوسری قسم کا زیادہ استعمال اقوام وملل کے ناموں میں ہوتا ہے۔

اسم جنس جمعی کی دونوں اقسام کا حکم یہ ہے کہ ان کو منسوب براہ راست ان کے جمع کے صیغے سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بَیضٌ ، تَمرٌ سے بَیضِیٌّ، تَمرِیٌّ (پہلی قسم) اور عَرَبٌ، رُوْمٌ سے عَرَبِیٌّ، رُوْمِیٌّ (دوسری قسم) اسم منسوب آئے گا۔

نکتہ: اسم جنس جمعی کی دو اقسام آپ نے پڑھیں اور دیکھیں کہ پہلی قسم کا مفرد تائے وحدت کے اضافہ سے لایا جاتا ہے۔ لیکن آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ تاء جہاں وحدت پر دلالت کرتی ہے **تانیث** کے لیے بھی ہمیں اسی **تاء** کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اگرچہ یہ **تاء** تانیث کے لیے نہیں ہے۔ تَمرَةٌ سے مراد صرف ایک کھجور اور بَقَرَةٌ سے مراد محض ایک گائے یا بیل ہے۔ لیکن جب ہم مؤنث کرنا چاہیں تو یہ **تاء** تانیث اور افراد دونوں پر دلالت کرے گی۔ نیز دوسری قسم میں آپ نے دیکھا کہ **اسم جنس جمعی** کو مفرد کرنے کے لیے یائے مشددہ کا جمع پر اضافہ کیا تو مفرد بن گیا۔ لیکن اسی اسم جنس کو منسوب کرنے کے لیے بھی ہم اس پر اسی یائے مشددہ ہی کا اضافہ کرتے ہیں۔ چنانچہ پہلی قسم کے اسم جنس جمعی میں **وحدت** اور **تانیث** میں اشتراک آرہا ہے جبکہ دوسری قسم میں **وحدت** اور **نسبت** میں اشتراک آرہا ہے۔ سیاق کلام سے آپ نے فرق کرنا ہے کہ یہاں **تاء** وحدت محضہ کے لیے ہے یا **تانیث** کے لیے بھی! اور یہاں **یائے مشددہ** وحدت محضہ کے لیے ہے یا نسبت کے لیے بھی۔

ملحق بالمثنیٰ والجمع السالم کی نسبت:

ملحق بالمثنیٰ (جیسے اثنان وغیرہ) اور ملحق بجمع المذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السالم (جیسے: بنون، ارضون وغیرہ) کومنسوب کرنے کا طریقہ وہی ہے جو اصل مثنیٰ اور اصل جمع مذکر سالم کا ہے۔ چنانچہ اثنان کومنسوب کرکے ان کو اسی طرح علامت تثنیہ (الف نون) سے خالی کریں گے جیسے ابوان کو کیا تھا۔ اس طرح اثنان کا اسم منسوب اِثْنِیٌّ آئے گا۔ اور اَرْضُوْنَ ، بَنُوْنَ کو اسم منسوب بنانے کے لیے بھی مفرد کی طرف لوٹائیں گے، پھر منسوب کریں گے اور ان کی نسبت ''اَرْضِیٌّ، اِبْنِیٌّ، بَنَوِیٌّ، (عَلٰی اختلافِ الْمَذْهَبِین کما مرّ) سنون، عِشْرُوْنَ سے سَنَوِیٌّ، عَشْرِیٌّ آئے گی۔

وہ اسم علم جو جمع مکسر سے منقول ہو:

اگر آپ ایسے **اسم علم** کو منسوب کرنا چاہتے ہیں جو **جمع مکسر** سے منقول ہے۔ (جیسے: اَنْمَارٌ، اَوْزَاعٌ وغیرہ) تو اس کو براہِ راست وزن جمع پر ہی منسوب کردیں گے: (اَنْمَارِیٌّ، اَوْزَاعِیٌّ) نیز جو اسم علم تو نہ ہو لیکن علم ہی کی طرح استعمال ہو رہا ہو اور وہ **جمع مکسر** سے منقول ہو (جیسے اَنْصَارٌ) تو اس کا بھی یہی حکم ہے (اَنْصَارِیٌّ)۔

تثنیہ یا جمع سالم سے منقول علم کی نسبت:

(۱) جو اسم علم تثنیہ سے منقول ہو، جیسے: حَسَنَانِ، زَیْدَانِ وغیرہ

(۲) یا جمع مؤنث سالم سے منقول ہو، جیسے: عَرَفَاتٌ، اَذْرُعَاتٌ (شام کے علاقہ حوران کا ایک شہر)

(۳) یا جمع مذکر سالم سے منقول ہو جیسے عَابِدُوْنَ، خَلْدُوْنَ وغیرہ۔ ان تینوں قسم کے اسماء کو منسوب بنانے کا حکم اس بات پر موقوف ہے کہ آپ ان اسماء کو استعمال کیسے کرتے ہیں؟ ہر استعمال کے لیے نسبت کا الگ سے حکم ہے۔ اس لئے پہلے ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ ان تین قسم کے اسماء کو جب **نقل** کرکے **علم** بنالیں تو ہمارے پاس ان کے **منقول اعلام**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے استعمال کے کون کون سے دروازے کھلے اور کون کون سے بند ہیں؟

ذیل میں ہم ان تینوں اقسام کے منقول اعلام کے استعمالات کی مختلف صورتیں اور احکام بھی بیان کریں گے اور ان کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے **منقول اعلام** کو منسوب کرنے کا طریقہ بھی اس قسم کے ذیل میں بیان کریں گے۔ وباللہ التوفیق وھو المستعان!

علم منقول عن المثنی:

جو اسم علم کسی صیغۂ تثنیہ سے منقول ہو اس کا **اعراب** دو طرح سے آتا ہے۔

(۱) ایک تو یہ کہ اسے ملحق بالمثنیٰ قرار دے کر مثنیٰ والا اعراب دے دیا جائے۔ جیسے جَاءَ حَسَنَانِ وَزَیْدَانِ، رَأَیْتُ حَسَنَیْنِ وَزَیْدَیْنِ، مَرَرْتُ بِحَسَنَیْنِ وَزَیْدَیْنِ۔

(۲) اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسے مزید بالالف والنون اسماء (عمران، عثمان وغیرہ) کے مشابہ قرار دے کر **غیر منصرف** قرار دے دیا جائے۔ اس صورت میں (۱) ایک تو ایسے اسم علم کا الف مستقل طور پر اعرابی حالت میں بحال رہے گا۔ (۲) دوسرے اس کا اعراب حرف آخر (نون) پر تبدیل ہوگا۔ جیسے جَاءَ حَسَنَانُ وَزَیْدَانُ، رَأَیْتُ حَسَنَانَ وَزَیْدَانَ، مَرَرْتُ بِزَیْدَانَ وَ حَسَنَانَ۔

نوٹ: (۱) **ملحق بالمثنیٰ** کی صورت میں تبدیلی **الف** میں آرہی تھی، جبکہ **غیر منصرف** بنانے کی صورت میں اعرابی تبدیلی **نون** میں آرہی ہے۔ (۲) **ملحق بالمثنیٰ** کی صورت میں نون پر تینوں اعرابی حالتوں میں **کسرہ واجب** تھا جبکہ غیر منصرف بنانے کی صورت میں تینوں اعرابی صورتوں میں **کسرہ ممنوع** ہے۔

نوٹ: جواز کی حد تک تو ہم نے بتلا دیا کہ جو علم اسم مثنیٰ سے منقول ہوا سے ان دونوں طریقوں سے اعراب دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان میں سے **افصح** پہلا طریقہ ہے کہ اسے **ملحق بالمثنی** قرار دے کر مثنیٰ والے اعراب سے نوازا جائے۔

علم منقول عن المثنیٰ کی نسبت:

جب آپ نے مثنیٰ سے منقول **اسم علم** کے اعراب پر گذشتہ بحث سمجھ لی تو اب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اسم علم کو **منسوب** کرنے کا طریقہ نہایت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ:

اعراب بالحرف کی نسبت:

اگر مثنیٰ سے منقول اسم علم کو اعراب **ملحق بالمثنی** کا دیا جاتا ہے تو اس صورت میں مثنیٰ کے قاعدے کے موافق اس اسم علم کا مفرد نکال کر یائے نسبت اس پر لگائی جائے گی۔ چنانچہ حسنان ،زَیْدَانِ سے نسبت زَیْدِیٌّ، حَسَنِیٌّ (مفرد صیغے پر) آئے گی۔

اعراب بالحرکت کی نسبت:

اور اگر آپ اسے اعراب بالحرکت (غیر منصرف والا) دیتے ہیں تو اس صورت میں (چونکہ آپ اسے اعراب مثنیٰ والا نہیں دے رہے اس لیے منسوب کرنے کا اس کا حکم بھی مثنیٰ والا نہیں ہوگا بلکہ عام مفرد اسماء کی طرح) براہِ راست اس کے آخر میں یائے نسبت لگا دیں گے۔ جیسے حَسَنَانُ ،زَیْدَانُ سے حَسَنَانِیٌّ وَزَیْدَانِیٌّ۔

اسم علم منقول عن جمع المذکر السالم:

اعراب: جو اسم علم جمع مذکر سالم سے منقول ہو (جیسے عَابِدُوْنَ، زَیْدُوْنَ) اس کو تین طرح سے اعراب دیا جا سکتا ہے۔ (ا) ایک یہ کہ اسے جمع مذکر سالم سے ملحق قرار دے کر جمع مذکر سالم والا اعراب (بالحرف) دیا جائے۔ اور یہی افصح ہے۔ جیسے: جَاءَ عَابِدُوْنَ، رَأَیْتُ عَابِدِیْنَ، مَرَرْتُ بِعَابِدِیْنَ ۔(ب) دوسرا یہ کہ اسے عام اسم مفرد کی (غِسْلِیْنٌ، سِجِّیْنٌ کی طرح) **اعراب بالحرکت مع التنوین** دیا جائے۔ جیسے جَاءَ حَمْدُوْنٌ وَ خَلْدُوْنٌ وعَابِدُوْنٌ، رَأَیْتُ حَمْدُوْنًا وَخَلْدُوْنًا وَعَابِدُوْنًا، مَرَرْتُ بِحَمْدُوْنٍ وخَلْدُوْنٍ وعَابِدُوْنٍ ۔ (ج) اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ جمع مذکر سالم سے منقول اسم علم کو صرف واؤ نون کے ساتھ لکھا اور پڑھا جائے اور **اسم ھارون** سے مشابہ قرار دیتے ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کا حکم اس پر جاری کرتے ہوئے اسے **غیر منصرف** کا اعراب دیں۔ کیونکہ اس میں ایک تو علمیت موجود ہے دوسرا اس میں شبہ العجمۃ (ھارون سے مشابہت) پائی جاتی ہے۔ جیسے جاء عابِدُوْنُ وَحَمْدُوْنُ و خلْدُوْنُ رَأیتُ عابِدُوْنَ وحَمْدُوْنَ و خلْدُوْن، مررْتُ بِعابِدُوْنَ وحَمْدُوْنَ و خلْدُوْنَ۔

جمع مذکر سالم سے منقول اسم علم کی نسبت:

یہاں بھی منقول عن المثنیٰ والے ضابطے کے مطابق **جمع مذکر سالم** سے منقول **اسم علم** کو دو طرح منسوب کیا جا سکتا ہے۔

اعراب ملحق بالجمع السالم کی نسبت:

جب آپ اسے جمع مذکر سالم کا اعراب دے رہے ہوں تب اسے منسوب کرتے وقت جمع مذکر سالم کے ضابطے کے مطابق مفرد کر کے اس کے آخر میں یائے نسبت لگائیں گے۔ عابدُوْن، حمدُوْن، خلدُوْن، زیدُوْن سے نسبت عابدیّ، حمدیّ، خلدیّ، زیدیّ بنے گی۔

اعراب بالحرکت کی نسبت:

اور اگر آپ انہیں اعراب بالحرکت دے رہے ہوں (خواہ منصرف والا خواہ غیر منصرف والا) تو اس صورت میں اسے موجودہ صیغۂ جمع پر ہی **یائے نسبت** لگا کر اسے منسوب بنائیں گے۔

اعرابِ منصرف کی مثال:

عابِدُوْنٌ، حمْدُوْنٌ، خلْدُوْنٌ، زَیدُوْنٌ، عابِدِیْنٌ سے

عابدُوْنِیٌّ، حَمْدُوْنِیٌّ، خلْدُوْنِیٌّ، زَیدُوْنِیٌّ، عابدِیْنِیٌّ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعرابِ غیرِ منصرف کی مثال:

عَابِدُوْنُ، حَمُدُوْنُ ، خَلْدُوْنُ،زَیْدُوْنُ سے عَابِدُوْنِیٌّ، حَمْدُوْنِیٌّ، خَلْدُوْنِیٌّ، زَیْدُوْنِیٌّ۔

جمع مؤنث سالم سے منقول اسم علم:

اعراب: جو اسم علم، **جمع مؤنث سالم** سے منقول ہو اس کا اعراب بھی تین طرح سے ہی آتا ہے لیکن اس کی وجوہ اعراب ہیں بہت عجیب وغریب!

(۱) ایک طریقہ تو وہی کہ اسے **جمع مؤنث سالم** سے ملحق قرار دے کر اس کا اعراب (**رفع** ضمہ لفظی اور **نصب وجر** کسرہ لفظی سے مع التنوین) دیا جائے جیسے: هٰذِهٖ عَرَفَاتٌ وَاَذْرُعَاتٌ، نَزَلْتُ عَرَفَاتٍ وَاَذْرُعَاتٍ، مررتُ بعرَفَاتٍ وَاَذْرُعَاتٍ یہ اعراب اس میں افصح شمار ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ علمیت اور تانیث کے دو اسباب پائے جانے کی وجہ سے آپ اسے غیر منصرف کر دیں۔اس صورت میں اعراب یوں ہوگا: هٰذِهٖ عَرَفَاتُ، (بلا تنوین) نَزَلْتُ عَرَفَاتَ، (بالفتحہ، بلا تنوین) مررتُ بعرَفَاتَ (بالفتحہ، بلا تنوین)۔

(۳) اور تیسری صورت یہ ہے کہ اسے اعراب تو آپ جمع مؤنث سالم کی طرح رفع ضمہ لفظی اور نصب وجر کسرہ لفظی سے دیں لیکن یہ اعراب بلا تنوین دیں۔جیسے: هٰذِهٖ عَرَفَاتُ وَاَذْرُعَاتُ، نَزَلْتُ عَرَفَاتِ وَاَذْرُعَاتِ، مررتُ بعرَفَاتِ وَاَذْرُعَاتِ

نوٹ: اس قسم کے اسم علم کا اعراب نمبر (۲) جمع مؤنث سالم کے عمومی اعراب کے بالکل الٹ اور برعکس ہے کہ جمع مؤنث سالم کا نصب ہمیشہ جر کے تابع ہوتا ہے اور اسے نصبی حالت میں بھی جر والا **کسرہ** دیا جاتا ہے جبکہ ہم نے جمع مؤنث سالم ہی کا لفظ جب علم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف نقل کیا تو غیر منصرف بنا کر اس کی جر کو نصب کے تابع کر دیا اور **جر** کی حالت میں نصب والا **فتحہ** دے دیا۔

نوٹ: دوسری اور تیسری صورت میں یہ بات تو مشترک ہے کہ ان دونوں صورتوں میں جمع مؤنث سالم سے منقول اسم علم پر **تنوین** نہیں پڑھی جاتی۔ لیکن ان کا فرق نصب اور جر میں نمایاں ہو کر سامنے آ جاتا ہے کہ پہلی صورت میں **نصب** اور **جر** دونوں **فتحہ** کے ساتھ جبکہ دوسری صورت میں کسرہ کے ساتھ آ رہی ہیں۔

جمع مؤنث سالم سے منقول اسم علم کی نسبت:

جو اسم علم جمع مؤنث سالم سے منقول ہو، اسے منسوب بنانے کے لیے (۱) پہلے دیکھیں گے کہ اس کو اعراب جمع مؤنث سالم والا دیا جا رہا ہے یا غیر جمع مؤنث (غیر منصرف) والا؟ (۲) پھر اگر اسے غیر منصرف والا اعراب دیا جاتا ہے تو پھر دیکھیں گے اس جمع کا الف چوتھے مقام پر ہے یا اس سے اوپر؟ (۳) پھر اگر چوتھے پر ہو تو دیکھیں گے کہ وہ اسم **متحرک الثانی** ہے یا **ساکن الثانی**۔ اس طرح **جمع مؤنث سالم** سے منقول **اسم علم** کا اسم منسوب چار طریقوں سے بنے گا۔

جمع مؤنث سالم سے منقول علم اگر اپنے اصلی اعراب پر ہو:

خواہ مع التنوین ہو خواہ بدون التنوین تو ان دونوں صورتوں میں اسے منسوب کرتے وقت حسب ضابطہ جمع کو مفرد کی طرف لوٹا کر اس کے آخر میں یائے نسبت لگا کر منسوب بنا دیں گے۔ جیسے اذْرُعَاتٌ، حَسَنَاتٌ، عَرَفَاتٌ سے اَذْرُعِیٌّ، حَسَنِیٌّ، عَرَفِیٌّ۔

اگر اسے غیر منصرف کا اعراب دیا جا رہا ہو:

تو اس میں تفصیل ہے کہ اس کا الف جمع چوتھے مقام پر ہے یا اس سے اوپر؟ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چوتھے مقام پر ہے تو اسم کا دوسرا حرف **متحرک** ہے **یا ساکن؟**

یہ تفصیل اس لیے ہے کہ غیر منصرف اعراب کی صورت میں جمع مؤنث سالم سے منقول اسم علم کو منسوب بناتے وقت اتنا تو طے ہے کہ ہر حال میں اس کی تاء کو وجوبا حذف کر دیا جائے گا۔ حذف تاء کے بعد چونکہ اسم کے آخر میں **الف مقصورہ** رہ جاتا ہے (جیسے حَسَنَاتٌ کی تاء حذف کریں تو حَسَنَا بچے گا) تو اس حذف تاء کی وجہ سے یہ اسم عارضی طور پر **کالاسم المقصور** ہو جائے گا۔ لہٰذا اب اس پر نسبت کے لیے وہی قواعد جاری ہوں گے جو اسم مقصور پر جاری ہوتے ہیں چنانچہ:

اگر غیر منصرف کا الف چوتھی جگہ ہو اور اسم متحرک الثانی ہو:

تو ایسے اسم کی (۱) سب سے پہلے تاء کو وجوباً حذف کریں گے (۲) پھر اسم مقصور کے قاعدے کے مطابق (اسم مقصور کی نسبت کے قواعد شروع میں آپ پڑھ چکے ہیں) اس الف مقصورہ کو بھی وجوبا حذف کریں گے تو حَسَنَاتٌ، عَرَفَاتٌ، سے حسَنِيٌّ، عرفِيٌّ ہو جائے گا۔

اگر غیر منصرف کا الف چوتھی جگہ ہو لیکن وہ اسم ساکن الثانی ہو:

تو اس صورت میں تاء کو حذف کرنے کے بعد جب **الف مقصورہ** چوتھی جگہ پر آیا تو اسم مقصور کا یہ ضابطہ ہے کہ ایسے الف مقصورہ کا حذف کرنا بھی جائز ہے۔ اور اسے **واو** سے تبدیل کرنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ هِنْدَاتٌ اگر کسی کا نام ہو اور اس اسم کو منسوب بنانا ہو تو اس کی تاء اڑانے کے بعد چونکہ **الف مقصورہ** چوتھی جگہ آرہا ہے اس لیے اس الف کو اسم مقصور کے ضابطے کے مطابق حذف کر کے هِنْدِيٌّ کہنا بھی جائز ہے اور اسے **واو** سے تبدیل کر کے هِنْدَوِيٌّ کہنا بھی جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر غیر منصرف کا الف پانچویں چھٹی جگہ ہو:

اگر جمع مؤنث سالم سے منقول اسم علم ایسا ہو جس کا **الف جمع** اسم کی پانچویں جگہ یا اس سے اوپر آتا ہو تو ایسے اسم کی (۱) تاء تو حسب قاعدہ وجوباً حذف ہو جائے گی (۲) پھر الف کی وجہ سے چونکہ اسم **مقصور** ہو جاتا ہے۔ اسم مقصور کا قاعدہ ہے کہ (۱) **الف مقصورہ** اگر پانچویں جگہ یا اس سے اوپر ہو تو اس الف کو نسبت کے وقت وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ فَاطمَاتٌ سے اسم منسوب بنانے کے لیے تاء کو حذف کر کے الف کو اس لئے حذف کیا کہ وہ پانچویں جگہ ہے تو فَاطِمِیٌّ ہو گیا اور سُرَادِقَاتٌ سے اسم منسوب بنایا تو اس کی تاء کو وجوبا حذف کرنے کے بعد **الف جمع** چھٹی جگہ پر آ رہا تھا۔ اسے اسم مقصور کے قاعدے سے وجوباً حذف کیا تو سُرَادِقِیٌّ ہو گیا۔

علم مرکب کی نسبت:

عربی میں جس طرح مفرد اعلام کا رواج ہے (جن میں اکثر تو معنیً اور وزناً بھی مفرد ہوتے ہیں جبکہ بعض اسماء معنیً مفرد ہونے کے باوجود منقول عن المثنی یا منقول عن الجمع ہونے کی وجہ سے وزناً جمع ہوتے ہیں لیکن ہوتے مفرد غیر مرکب ہی ہیں۔ ان سب کی تفصیل آپ اوپر پڑھ آئے ہیں) اسی طرح عرب میں مرکب نام رکھنے کا بھی رواج ہے۔ مرکب نام تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) مرکب اضافی (۲) مرکب مزجی (منع صرف) (۳) مرکب اسنادی (جملہ)

مرکب اسماء کا عمومی حکم:

یہ ہے کہ مرکب اسم علم کو منسوب بناتے وقت اس کا ایک جزء وجوباً حذف ہو گا۔ اب کون سے مرکب کا کون سا جزء حذف کیا جائے گا اس میں تفصیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر مرکب مزجی یا جملہ ہو:

تو اس کو منسوب بنانا بہت آسان ہے کہ اس کے دوسرے **جزء** کو حذف کر کے پہلے **جزء** کے آخر میں **یائے نسبت** لگا دیں۔

مرکب مزجی کی مثال: مَعدِ یکرَبُ، بَعلَبَکُّ کو منسوب بناتے وقت دوسرا جزء حذف کر کے: بَعلِيٌّ ،مَعدِيٌّ کہیں گے۔

مرکب اسنادی کی مثال: جَادَ الْحَقُّ ، تَابَّطَ شَرًّا کی نسبت کرتے وقت ان کے دوسرے جزء کو حذف کر کے پہلے جزء کے آخر میں یائے نسبت لگا دیں۔ جَادِيٌّ، تَابَطِيٌّ بن جائے گا۔

مرکب مزجی میں تین مزید مذاہب:

جمہور کا رجحان تو یہی ہے کہ مرکب مزجی کو منسوب بناتے وقت اس کے عجز کو حذف کر دیں اور صدر کے آخر میں **یائے نسبت** لگا دیں کما مرّ لیکن اس کے علاوہ بھی علمائے نحو کی کچھ آراء ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

قول اول: یہ کہ صدر کو حذف کر کے عجز کے ساتھ یائے نسبت لگائیں (جمہور کے مذہب کے بالکل برعکس) اس قول کے مطابق بُختَنَصَّر کی نسبت بُختِيٌّ کی بجائے نَصرِيٌّ ہو جائے گی۔ بَعلَبَکُّ سے بَکِّيٌّ، مَعدِ یکَرَبُ سے کَرَبِيٌّ ہوگی۔

قول ثانی: ایک کی بجائے مرکب کے دونوں اجزاء کی طرف نسبت کی جائے اور پہلے دونوں کو الگ الگ کیا جائے (بخت، نصر اور مَعدِی، کرب) پھر الگ الگ دونوں کو منسوب بنایا جائے۔ اس طرح ان اسمائے مرکبہ کی نسبت یوں بنے گی۔ بُختَنَصَّر سے بُختِيٌّ ،نَصرِيٌّ اور مَعدِ یکَرب سے مَعدِيٌّ، کَرَبِيٌّ ۔ چنانچہ رَامَ هُرمُز کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف نسبت کرتے ہوئے اسی قاعدے کے مطابق ایک شاعر کہہ رہا ہے۔

تَزَوَّجْتُهَا رَامِيَّةً هُرْمُزِيَّةً   بِفَضْلَةِ مَا اَعْطَى الْاَمِيْرُ مِنَ الرِّزْقِ

قول ثالث: یہ کہ پہلے یا دوسرے یا الگ الگ کرکے دونوں کی طرف نسبت کے بجائے سیدھا پورے مرکب کی طرف کیوں نہیں منسوب کردیتے؟ ان کے قول کے مطابق جو بھی مرکب مزجی نام ہو اس کے آخر میں یائے نسبت لگادیں، اللہ اللہ خیر سلا! ان کے مذہب کی روشنی میں بُخْتَنَصَرْ کی نسبت بُخْتَنَصَرِیٌّ اور مَعْدِ یکَرِبْ کی نسبت مَعْدِ یکَرِبِیٌّ اور حضَرَ مَوْتُ سے حَضَرَ مَوْتِیٌّ بنے گی۔ وھذا اسھل ما فی الباب عندنا واللہ اعلم۔

نوٹ: حَضَرَ مَوْتُ بھی اسم مرکب مزجی ہے اور قاعدے کے مطابق اس کی نسبت حَضَرِیٌّ یا مَوْتِیٌّ یا حَضَرِیٌّ مَوْتِیٌّ یا حَضَرَ مَوْتِیٌّ ہونی چاہیے کما مر تفصیلہ لیکن شذوذاً اس کی نسبت حَضْرَمِیٌّ بھی منقول ہے۔

اگر مرکب اضافی ہو:

تو اس کی نسبت میں تفصیل ہے کہ مرکب اضافی میں اسم مضاف کیا ہے؟

اَبٌ، اِبْنٌ، اُمٌّ مضاف ہو تو:

اگر اَبٌ، اِبْنٌ، اُمٌّ میں سے کوئی اسم مضاف ہو تو ایسے مرکب اضافی کو منسوب بناتے وقت مضاف کو حذف کردیں گے۔ جیسے اَبُو بَكْرٍ، اُمُّ كُلْثُومٍ، اِبْنُ عَبَّاسٍ کو منسوب کرتے ہوئے ان تینوں اسمائے مرکبہ اضافیہ سے مضاف کو حذف کریں گے تو بَكْرِيٌّ، كُلْثُومِيٌّ، عَبَّاسِيٌّ بن جائے گا۔

عام اسم مضاف ہو تو:

اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور اسم مضاف ہو تو پھر کسی بھی جزء کو حذف کرنے یا باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنے کے لیے صرف یہ دیکھا جائے گا کہ **محذوف** کے **حذف** سے اور **باقی** کی **بقاء** سے التباس نہ پیدا ہو۔ چنانچہ جہاں **مضاف** کے حذف سے التباس کا اندیشہ ہو وہاں اس کی بجائے **مضاف الیہ** کو **حذف** کر دیا جائے اور **مضاف** کے آخر میں یائے نسبت لگا دی جائے اور جہاں **مضاف الیہ** کے حذف کرنے سے **التباس** پیدا ہوتا ہو وہاں اس کی بجائے مضاف کو حذف کر کے **مضاف الیہ** پر **یائے نسبت** لگا کر اسم منسوب بنا لیا جائے۔

حذف مضاف کی مثال: عَبْدُالْاَ شْهَل، عَبدُ مَنَاف، عَبْدُ الْمُطَّلِب، عَبْدُالدَّار، عَبْدُالصَّمَد کی طرف منسوب کرتے وقت آپ: اَشْهَلِیٌّ، مَنَافِیٌّ، مُطَّلِبِیٌّ، دَارِیٌّ، صَمَدِیٌّ کہیں گے۔ یہاں مضاف کو اس لیے حذف کیا گیا اور مضاف الیہ کی طرف اس لیے نسبت کی گئی کہ اگر مضاف الیہ (**الاشهل، مناف، المطلب، الدار، الصمد**) کو حذف کر کے مضاف (**عبد**) کی طرف نسبت کی جائے (اور ہر ایک کو **عبدی** کہا جائے) تو ان تمام قبائل میں التباس آئے گا کہ کونسا عَبْدِیٌّ مراد ہے؟ **عبدالاشهل** والا یا کوئی اور؟ جبکہ مضاف الیہ کی طرف منسوب کرنے سے یہ التباس مکمل طور پر مرتفع ہو گیا!

حذف مضاف الیہ کی مثال: اِمْرُؤُ الْقَيْس، رَأْسُ بَعْلَبَکّ، مَلَاعِبُ الْاَسِنَّة، مَجْدَلُ غَزَّة کی طرف نسبت کرتے وقت ان کا مضاف الیہ حذف کریں گے اور مضاف کو منسوب کریں گے: چنانچہ ان کا اسم منسوب: رَأْسِیٌّ، اِمْرِئِیٌّ، مَلَاعِبِیٌّ، مَجْدَلِیٌّ بن جائے گا۔

شذوذ: مرکب اضافی میں نسبت کا طریق کار تو معلوم ہو گیا۔ لیکن اہل عرب سے بعض مخصوص **مرکبات اضافیہ** میں ایک مخصوص طریقے سے شاذ (خلاف قیاس وقاعدہ) نسبت بھی منقول ہے۔ اور یہ طریقہ **نحت** کا طریقہ ہے۔ **نحت** کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی مرکب کے مختلف الفاظ سے ایک ایک دو دو حروف اکٹھے کر کے اس سے باب **فَعْلَلَةٌ** بنا لیں۔ جیسے:

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے بَسْمَلَةٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے حَمْدَلَةٌ اس بَسْمَلَة اور حَمْدَلَة کو اسم **منحوت** کہا جاتا ہے۔(**اسم منحوت** باب **فَعْلَلَة** کا مصدر ہے پھر اس سے باقاعدہ باب **فَعْلَلَة** بھی استعمال ہوتا ہے)۔

مرکب اضافی:

منسوب بنانے کے لیے چند مخصوص مرکبات میں شاذ طریقے سے ان مرکبات کے اسم منحوت پر یائے نسبت لگانا بھی منقول ہے۔ چنانچہ عَبْدُ الدَّار سے عَبْدَرِیٌّ، عَبْدُشَمْس سے عَبْشَمِیٌّ، تَیْمُ الْاٰتِ سے تَیْمَلِیٌّ، اِمْرُؤُ الْقَیْس سے مَرْقَسِیٌّ، عَبْدُالْقَیْسِ سے عَبْقَسِیٌّ، چند ایسی نسبتیں اہل عرب سے منقول ہیں جن میں ایک بالکل نیا اور جداگانہ راستہ اختیار کیا گیا ہے جو عمومی ضابطے سے ہٹ کر ہے، جس کی وجہ سے انہیں **شاذ** کہا جاتا ہے۔

نوٹ: اِمْرُؤُ الْقَیْس مشہور عربی شاعر کا نام ہے۔ آپ نے اوپر دیکھا ہے کہ ہم نے جب اس کا محض نام لکھا تو "اِمْرُؤُ" اس کی راء اور ہمزہ دونوں کو **مضموم** لکھا اور جب اسے اسم منسوب بنایا تو ان دونوں حروف کو **مکسور** لکھا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اِمْرُؤُ (اور اِبْنُمٌ بھی جو اِبْنٌ کی ایک لغت ہے) عربی زبان کا ایک منفرد اسم ہے جس کے ہر اعراب کے ساتھ اس کے آخر کا **ما قبل** بھی بدلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض نحاۃ نے اسے "مُعْرَب بِاِعْرَابَیْنِ" تک کہہ دیا حالانکہ ایک اسم کو عربی زبان میں دو جگہ اعراب دینے کا نہ کوئی ضابطہ ہے نہ ہی اس کی گنجائش ہے! اصل حقیقت وہ ہے جو جمہور نحاۃ نے بیان فرمائی ہے کہ یہ ایسا اسم ہے جس کے ہر اعراب میں اس کے آخر سے **قبل** والے حرف کو اس کی اعرابی حرکت کے تابع کر دیا جاتا ہے، یعنی جب اسے **رفع کا ضمہ** ملے گا تو اس کی راء بھی **مبنی علی الضم**، **نصب کا فتحہ** ملے گا تو راء بھی **مبنی**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی الفتح اور جر کا **کسرہ** ملے گا تو اس کی راء بھی **مبنی علی الکسر** ہو جائے گی۔ (ابْنُمٌ کو بھی اسی پر قیاس کر لیں) چنانچہ ان دونوں اسماء کو آپ تینوں اعرابی حالتوں میں یوں پڑھیں گے: هٰذَا امْرُؤٌ وابْنُمٌ، رَأَيْتُ امْرَءً وَابْنَماً، مَرَرْتُ بِامْرِئٍ وابْنِمٍ۔ قرآن کریم میں حالت رفع میں اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ اور حالت جر میں كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ آیا ہے۔ یہ تفصیل اور وضاحت ہمیں یوں کرنا پڑی کہ اکثر زبانوں پر ہم نے مذکورہ شاعر کا نام ''اَمْرَؤُ الْقَيْس'' (بفتح الرّاء) سنا ہے جو سراسر خلاف ضابطہ ہے اور ظاہر ہے کہ اِمْرُؤُ الْقَيْس کو عام پبلک تو جانتی بھی نہیں اس کا نام تو علماء کی زبانوں پر آتا ہے امید ہے اس کی اصلاح کر لی جائے گی۔

نوٹ: اِمْرُؤ کی بحث تو آپ نے پڑھ لی ایک مزید اور مفید بحث کا اس میں اضافہ یہاں ضروری ہے کہ اِمْرُؤ میں ایک لغت مَرْءٌ (ہمزۃ الوصل کے بغیر) بھی ہے اور یہ بھی لغت فصیح ہے۔ قرآن وسنت میں اور فصحاء وشعراء کے کلام میں اکثر اس کا استعمال ملتا ہے۔ اس حوالے سے اِمْرُؤُ الْقَيْس کی نسبت میں جہاں اِمْرِئِيٌّ کہا جا سکتا ہے وہاں مَرْءٌ کے حوالے سے مَرْئِيٌّ بھی کہا جا سکتا ہے چنانچہ **ذوالرمہ** نے ایک شعر میں کہتا ہے۔

اِذَا الْمَرْئِيُّ شَبَّ لَهُ بَنَاتٌ   عَقَدْنَ بِرَأْسِهِ اِبَةً وَّعَارًا

(امرؤالقیس کے خاندان میں کسی کے ہاں جب لڑکیاں جوان ہوتیں ہیں تو اپنے باپ کے سر پر ذلت اور عار کی پٹی باندھ دیتی ہیں)۔

نوٹ: اوپر دی گئی مثالوں میں (۱) رَأسُ بَعْلَبَكَّ ملک شام کی ایک بستی کا نام ہے جو حمص اور بعلبک کے درمیان واقع ہے اور **ریاق** سے **حلب** جانے والی ریل اس بستی سے گذر کر جاتی ہے۔ (۲) مَلَاعِبُ الْاَسِنَّةِ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب کا لقب تھا۔ (۳) مَجْدَلُ غَزَّةَ فلسطین کی ایک بستی کا نام ہے جو مشہور فلسطینی شہر غَزَّة کے قریب واقع ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَعِيلَةٌ کی نسبت:

جو اسم ،صفت مشبہ کے فَعِيلَةٌ کے وزن پر ہو اس کی طرف نسبت کرنے کے دو الگ الگ طریقے ہیں۔

اجوف اور مضاعف میں فَعِيلَةٌ کی نسبت:

اسم اجوف اور مضاعف: اگر اس وزن پر ہو تو اسے اس کے اصل وزن پر ہی منسوب کر دیا جائے گا۔جیسے طویلة (اجوف) سے طَوِيلِيٌّ اور جَلِيلَةٌ (مضاعف) سے جَلِيلِيٌّ (تاء ضابطہ کے مطابق حذف کردی گئی، باقی صیغہ صحیح سلامت ہے)

غیر اجوف وغیر مضاعف فَعِيلَةٌ کی نسبت:

اسم غیر اجوف اور غیر مضاعف: اگر اس وزن پر آئے تو اسے منسوب بناتے وقت (۱) پہلے اس کی یائے زائدہ کو حذف کریں گے (۲) پھر اس کے عین کلمہ کو فتحہ دیں گے۔جیسے رَبِيعَةُ، بَجِيلَةُ، حَنِيفَةُ، عَلِيَّةُ، صَحِيفَةٌ (صَحِيفَةٌ کے علاوہ تمام اسماء، معرفہ اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔ان پر تنوین نہیں آئے گی اور صَحِيفَةٌ چونکہ اسم علم نہیں اس لیے یہ غیر منصرف نہیں بلکہ منصرف ہے۔لہذا اس پر تنوین پڑھی جائے گی۔ فَتَذَكَّرْ) کی طرف نسبت یوں کریں گے: رَبَعِيٌّ، بَجَلِيٌّ، حَنَفِيٌّ، عَلَوِيٌّ، صَحَفِيٌّ۔ ان تمام اسماء میں سے تاء ضابطے کے مطابق حذف ہوئی پھر اوپر مذکور قانون کی رو سے یائے زائدہ حذف کر کے عین کلمہ کو فتحہ دیا گیا۔عَلَوِيٌّ میں **یائے مشددہ** تیسرے مقام پر آ گئی تھی تو یائے مشددہ والا قانون جاری ہوا جو شروع میں گذر چکا ہے۔

شذوذ: فَعِيلَة کے وزن پر آنے والے اسماء کو منسوب بنانے قاعدہ تو آپ نے پڑھ دیا۔ البتہ اہل عرب نے اس وزن کے چند ایسے اسماء کو بھی براہ راست ان کے اصل وزن پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منسوب کیا ہے جو اجوف اور مضاعف نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ ضابطہ صرف اجوف اور مضاعف اسماء کے لیے تھا۔ اس خلاف القیاس استعمال کو **شذوذ** کا نام دیا جائے گا اور ان تمام استعمالات کو **شاذ** قرار دیا جائے گا۔ (یعنی کہا جائے گا کہ قاعدے کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان اسماء کو ربیعۃ وغیرہ کی طرح **فَعَلِيٌّ** کے وزن پر منسوب بنایا جاتا ہے لیکن چونکہ اہل عرب نے انہیں ضابطے اور قیاس کے برخلاف **فُعَيْلِيٌّ** کے وزن پر منسوب کیا ہے تو ہم بھی اسی وزن پر لکھنے اور بولنے کے پابند ہیں) ایسے اسماء میں **سَلِيمَةٌ** (جو بنو ازد قبیلے کی ایک شاخ کا نام ہے) **عَمِيرَةٌ** (جو عرب کے مشہور قبیلے بنو کلب کی ایک شاخ ہے) نیز عمومی اسماء میں سے: **سَلِيقَةٌ**، **بَدِيهَةٌ**، **طَبِيعَةٌ** بھی شامل ہیں۔ ان کی نسبت براہ راست ان کے وزن پر کرتے ہوئے اہل عرب: **سَلِيمِيٌّ**، **عَمِيرِيٌّ** کہتے ہیں۔ ان دونوں قبائل کی نسبت میں جو یہ شاذ طریقہ استعمال کی گیا ہے اس کے بارے میں امام **سیبویہ** فرماتے ہیں: **وهذا شاذ قليل** اور امام یونس فرماتے ہیں: **هذا قليل خبيث**۔

وجہ شذوذ: بنو ازد کی شاخ **سليمة** اور بنی کلب کی شاخ **عَمِيرَةٌ** کی نسبت قاعدے سے ہٹ کر **شاذ** وزن پر اس لیے لائی گئی کہ **سليمة** کے نام پر بنی ازد کے علاوہ بھی ایک قبیلہ پایا جاتا ہے اور **عميره** کے نام پر بنو کلب کے علاوہ بھی ایک اور قبیلہ موجود ہے اور ان دونوں قبائل کو قیاسی ضابطے کے مطابق **سلمی** اور **عمری** سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اگر ان مذکورہ بالا دونوں قبائل کو بھی قیاس اور قاعدے کے مطابق **سَلَمِيٌّ** یا **عَمَرِيٌّ** کہا جائے تو التباس پیدا ہوگا کہ کس **سليمة** یا **عميره** قبیلے کی طرف نسبت کی جا رہی ہے؟ اس التباس سے بچنے کیلئے یہ **شاذ** نسبت صرف ان دو مخصوص قبائل تک محدود رکھی گئی ہے **فافهم وتدبر ولا تكن من الغافلين!**

نیز اہل عرب **سَلِيقِيٌّ**، **بَدِيهِيٌّ**، **طَبِيعِيٌّ** کہتے ہیں جو قیاس وقاعدہ کے سراسر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافی اور استعمال کے نہ صرف عین مطابق بلکہ واجب الاستعمال ہے۔ قیاس وقاعدے کی رو سے ان اسماء کو: سَلَمِيٌّ ، عَمَرِيٌّ، سَلَقِيٌّ، بَدَهِيٌّ، طَبَعِيٌّ، ہونا چاہیے لیکن **شاذ استعمال** ہونے کی وجہ سے اس جگہ قیاسی نسبت کا **استعمال** جائز نہیں ہے۔

فُعَيْلَةٌ کی نسبت:

فُعَيْلَةٌ کے وزن پر جو اسماء ہیں، ان پر یائے نسبت لگانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ایسے اسم کو پہلے دیکھیں کہ وہ اسم **مضاعف** ہے یا **غیر مضاعف**؟

مضاعف کی نسبت:

اگر وہ اسم مضاعف ہو تو سیدھے سبھاؤ اس اسم کے آخر میں یائے نسبت لگا کر اسے منسوب بنا دیں۔ جیسے: اُمَيْمَةُ حُمَيْمَةُ کو منسوب بنانے کے لیے اُمَيْمِيٌّ، حُمَيْمِيٌّ کہیں گے۔

نوٹ: (۱) اُمَيْمَةٌ صیغہ تصغیر ہے، جسے اُمٌّ سے مصغر بنایا گیا ہے۔ چونکہ اُمٌّ مونث حقیقی ہے اس لیے تصغیر بناتے وقت اس کے آخر میں تائے تانیث کو ظاہر کر دیا گیا جو کہ اصل (مکبّر) میں ظاہر نہیں تھی لِاَنَّ التَّصْغِيرَ يَرُدُّ الْاَشْيَاءَ اِلٰى اُصُولِهَا! حضور اقدس ﷺ کی سب سے لاڈلی نواسی اور سیدہ زینب بنت رسول ﷺ کی صاحبزادی کا نام بھی اُمَيْمَةُ بنت ابی العاص تھا رضی اللہ عنہا۔

نوٹ: (۲) حُمَيْمَةُ اردن کے دارالحکومت عمان کے قریب میں واقع ایک بستی کا نام ہے۔

غیر مضاعف کی نسبت:

اگر فُعَيْلَةٌ کے وزن پر آنے والا اسم مضاعف نہ ہو تو اس کو منسوب کرنے کا طریقہ فَعِيْلَةٌ کی طرح ہے کہ اس کی بھی یاء کو حذف کر دیا جائے گا۔ (اس سے پہلے عین کلمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تصغیر کی وجہ سے پہلے ہی فتحہ موجود ہے) فرق صرف یہ ہے کہ اس کا **فائے کلمہ مضموم** ہے جب کہ فَعِیْلَۃٌ کا فائے کلمہ **مفتوح** تھا۔

مثال: جُھَیْنَۃُ، مُزَیْنَۃُ، اُمَیَّۃُ کو منسوب بنانے کے لیے: جُھَنِیٌّ، مُزَنِیٌّ، اُمَوِیٌّ۔ (یہ تمام اسماء قبائل کے نام ہیں)

شذوذ: البتہ رُدَیْنَۃُ، نُوَیْرَۃُ کی نسبت خلاف القیاس ان کے اصل صیغے پر یائے نسبت کے اضافہ سے کی گئی ہے۔ اہل عرب نے ان دونوں کی نسبت کرتے ہوئے رُدَیْنِیٌّ، نُوَیْرِیٌّ کہا ہے۔

فَعِیْلٌ اور فُعَیْلٌ کی نسبت:

ان دونوں اوزان کے مؤنث اوران کی نسبت کا ابھی آپ نے طریقہ پڑھا۔ **مذکر** صیغوں کا قاعدہ بھی ان سے ذرا ملتا جلتا ہے۔ ان دونوں مذکر اوزان کی **نسبت** کے دو طریقے ہیں اوران دونوں کا انحصار اس پر ہے کہ ان دونوں اوزان پر آنے والا اسم ناقص ہے یا غیر ناقص؟

ناقص کی نسبت:

اگر ان اوزان پر آنے والا اسم **ناقص** ہو تو نسبت میں وہ اپنے مؤنث صیغے سے ملحق ہوگا۔ چنانچہ عَلِیٌّ (ناقص علی وزن فَعِیْلٌ) کی نسبت عَلَوِیٌّ (فعیلة کی نسبت کی طرح) اور قُصَیٌّ (ناقص علی وزن فُعَیْلٌ) کی نسبت قُصَوِیٌّ کے وزن پر آئے گی۔ وقِس علیه جمیعَ النواقصِ۔

غیر ناقص کی نسبت:

غیر ناقص کی نسبت ان کے اصل وزن پر یائے نسبت کا اضافہ کر کے بنائی جائے گی۔ جیسے: عَقِیْلٌ، جَمِیْلٌ سے عَقِیْلِیٌّ، جَمِیْلِیٌّ (علی وزن فَعِیْلٌ غیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناقص)غُقَیْلٌ، اُوَیْسٌ سے عُقَیْلِیٌّ، اُوَیْسِیٌّ ناقص اور غیر ناقص کی تمام مثالیں قبائل کے نام ہیں۔

شذوذ: قاعدہ تو یہی ہے کہ غیر ناقص ابواب میں سے **فُعَیْلٌ یا فَعِیْلٌ** کے وزن پر جو بھی اسم ہو اس کو منسوب بنانے کے لیے براہ راست اس کے آخر میں یائے نسبت لگا دی جائے۔ لیکن ذیل کے چند اسماء کی نسبت **شاذ** طور پر ان کے مؤنث صیغوں کی طرح آتی ہے۔ چونکہ اہل عرب کا استعمال قیاس کے خلاف ہے لہذا یہاں قاعدہ کے موافق نسبت کرنا درست نہیں ہوگا، اسماء یہ ہیں: **ثَقِیْفٌ، عَتِیْکٌ** (بروزن فَعِیْلٌ) اور **قُرَیْشٌ، هُذَیْلٌ، سُلَیْمٌ** (بروزن فُعَیْلٌ) کی نسبت: **ثَقَفِیٌّ، عَتَکِیٌّ، قُرَشِیٌّ، هُذَلِیٌّ، سُلَمِیٌّ** کے وزن پر آتی ہے۔ (یہ بھی تمام کے تمام قبائل کے نام ہیں)۔

نوٹ: آپ نے فُعَیْلٌ کے وزن پر آنے والے اسماء کی نسبت کے دو مختلف قاعدے بھی پڑھے اور آخر میں چند اسماء کی نسبت کا **شاذ** استعمال بھی پڑھا۔ ان میں آپ نے حضور اقدس ﷺ کے قبیلہ (قُرَیْشٌ) کا نام اور اس کی نسبت (قُرَشِیٌّ) بھی پڑھی۔ اور یہ بھی پڑھا کہ نسبت کا یہ طریقہ **شاذ** اور خلاف القیاس ہے۔ لیکن کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ پاک و ہند میں لاکھوں لوگ حضور ﷺ کے قبیلے کی نسبت کو اس اصل طریقے (قُرَشِیٌّ) کی بجائے دو مختلف طریقوں سے لکھتے اور بولتے ہیں جو کہ دونوں کے دونوں غلط ہیں۔ عام طور پر ہمارے ہاں اس محترم قبیلے کی نسبت ''(قُرَیْشِی)'' سے جبکہ کہیں کہیں ''(قَرْشِیٌّ)'' سے کی جاتی ہے۔ جبکہ یہ دونوں نسبتیں غلط ہیں۔ قُرَیْشِی اگر چہ **قیاس** کے مطابق اور قاعدے کے موافق ہے لیکن چونکہ اہل عرب کا **شاذ** استعمال اس کے خلاف ہے اس لیے اس **شاذ** استعمال کے ہوتے ہوئے **قیاسی** صیغے کا استعمال جائز نہیں۔ اور دوسرا لفظ قَرْشِیٌّ تو اس سے بھی زیادہ غلط ہے کہ پہلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ **مخالف استعمال** ہے لیکن کم از کم **موافق قیاس** تو ہے! جبکہ یہ دوسرا لفظ نہ تو قیاس کے موافق ہے نہ ہی استعمال کے موافق ہے۔ وہ لفظ کیسے صحیح ہوسکتا ہے جو نہ نحوی قواعد کے موافق ہو، نہ ہی اہل عرب کے استعمال کے موافق ہو؟۔

اس کو یوں سمجھیں کہ قاعدہ یہ ہے کہ **فعل صحیح** اگر **مضموم العین** ہو تو اس کا **اسم ظرف مَفْعَلٌ** کے وزن پر آتا ہے۔ لیکن اہل عرب کے استعمال میں **یَغْرُبُ** کا اسم ظرف مغْرَبٌ کی بجائے مَغْرِبٌ آیا ہے۔ اور اس فعل سے صرف مَغْرِبٌ ہی اسم ظرف درست ہے۔ مَغرب قیاس کے مطابق ہونے کے باوجود غلط ہے لہٰذا اگر کوئی کہے کہ میں تو قاعدے اور قانون کے مطابق اسم ظرف "مَغْرَبٌ" استعمال کروں گا تو اس کو درست نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ وہ استعمال عرب کے مخالف قیاس کو سہارا بنا رہا ہے جو کہ درست نہیں (قُرَیْشِیٌّ کو اس پر قیاس کر لیں) اور کوئی تیسرا آدمی اٹھ کر یہ اعلان کردے کہ نہ میں مَغرِبٌ کو مانتا ہوں نہ ہی مَغْرَبٌ کو مانتا ہوں، میں تو مَغْرُبٌ (بضم العین) اسم ظرف بناؤں گا تو ایسے شخص کو سراسر غلط اور اسکی بنائی ہوئی ظرف کو یکسر مسترد کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آپ کی ظرف نہ تو **استعمال** کے موافق ہے نہ ہی **قیاس** اور قاعدے کے موافق ہے! (قَرْشِيٌّ کو اس پر قیاس کر لیں)۔

غیر اجوف ومضاعف فَعُولَةٌ کی نسبت:

اگر آپ ایسے اسم کو منسوب کرنا چاہتے ہیں جو "فَعُولَةٌ" کے وزن پر ہے اور نہ تو وہ **باب اجوف** سے ہے اور نہ ہی باب مضاعف سے تو اس کو فَعِیْلَة کے قاعدے کے مطابق تاء اور واؤ حذف کر کے **عین کلمہ** کو فتحہ دے کر یائے نسبت لگا دیں۔ جیسے شَنُوءَة (یمن کا مشہور قبیلہ) کی طرف نسبت کرتے وقت (۱) **تائے تانیث** اور واؤ کو حذف کریں (۲) پھر نون کو فتحہ دے کر یائے نسبت لگا دیں تو شَنَئِيٌّ بن جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجوف یا مضاعف فَعُولَۃٌ کی نسبت:

اگر آپ فَعُولَۃٌ کو منسوب کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کا تعلق **باب اجوف** یا **باب مضاعف** میں سے کسی ایک سے ہے تو پھر اسے اس کے اصلی وزن پر منسوب کرنا ہوگا۔

اجوف کی مثال: قَوُوْلَۃٌ سے قَوُوْلِیٌّ ،**مضاعف کی مثال:** مَلُوْلَۃٌ سے مَلُوْلِیٌّ۔

دو حرفی اسماء کی نسبت:

اگر کسی ایسے اسم کو منسوب کرنا چاہیں جو صرف دو حروف پر مشتمل ہے تو اس کے چار الگ الگ طریقے ہیں جن کا انحصار حرف ثانی پر ہے۔ دیکھنا یہ ہوگا کہ اس دو حرفی اسم کا حرف ثانی کیا ہے؟ ۱. حرف صحیح ۲. الف ۳. واؤ ۴. یاء؟

حرف ثانی **حرف صحیح** کی نسبت:

اگر دو حرفی اسم کا دوسرا **حرف صحیح** ہو تو اس کی (۱) تضعیف وادغام بھی جائز ہے اور (۲) تخفیف (عدم تضعیف وادغام) جیسے کَمْ کی نسبت کَمِّیٌّ / کَمِیٌّ۔

حرف ثانی **الف** کی نسبت:

اگر حرف ثانی الف ہو تو اس الف کے بعد **ہمزہ** کا اضافہ واجب ہے۔ لیکن نسبت کے دو طریقے ہیں (۱) یہ کہ اس ہمزہ کے اضافہ کے بعد یائے نسبت لگا دیں (۲) یا یہ کہ اس **ہمزہ** کو **واؤ** سے بدل کر اس پر یائے نسبت کا اضافہ کریں مثلاً **لا** سے اسم منسوب بنانے کے لیے لَائِیٌّ / لَاوِیٌّ۔

حرف ثانی **واؤ** کی نسبت:

اگر حرف ثانی **واؤ** ہو تو ایسے دو حرفی اسم کو اسم منسوب بنانے کے لیے اس **واؤ** کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تضعیف اور **ادغام** واجب ہے۔ جیسے **لَوٌ** سے اسم منسوب بناتے ہوئے واؤ کو مضعف اور **مدغم** کر کے اس کے بعد **یائے نسبت** لگائی تو لَوِّیٌّ بن جائے گا۔

حرفِ ثانی یاء کی نسبت:

اگر دو حرفی اسم کا دوسرا حرف **یاء** ہو تو اس کا اسم منسوب بنانے کے لیے تین کام کرتے ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ اس **یاء** کو فتحہ دینا واجب ہے (۲) دوسرا یہ کہ **یاء** کی **تضعیف** (ایک مزید یاء کا اضافہ) بھی واجب ہے۔ (۳) اور تیسرا یہ کہ **تضعیف** کے لیے جس نئی **یاء** کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسے **واؤ** سے بدلنا بھی واجب ہے۔ چنانچہ کَیٌ کو اسم منسوب بنانے کے لیے پہلے (۱) اس کی یاء کو **فتحہ** دے دیا۔ (۲) پھر اس کے بعد ایک اور **یاء** لائی گئی۔ (۳) پھر اس دوسری یاء کو **واؤ** سے بدل کر یائے نسبت لگائی تو کَیٌ سے کَیَوِیٌّ بن گیا۔

نوٹ: ان تمام الفاظ کو اسی وقت منسوب کیا جا سکتا ہے جب انہیں عَلَم بنایا جائے۔

یائے نسبت کے بغیر نسبت:

بعض مخصوص اسماء ایسے بھی ہیں جن میں **یائے نسبت** نہیں پائی جاتی مگر اس کے باوجود وہ اسم منسوب شمار ہوتے ہیں۔ یا یوں کہیں کہ بعض دفعہ یائے نسبت کے بغیر کسی اسم کو **اسم منسوب** بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے چند اوزان مخصوص ہیں اور یہ اوزان سماعی ہیں۔ سماعی استعمالات کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر ان کا استعمال **قلیل** ہو تو ایسے سماعی اوزان محض مسموعہ کلمات تک محدود ہوتے ہیں، ان پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ اگر ایسے سماعی اوزان کثیر الاستعمال ہوں تو انہیں قابل **قیاس** قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں ہم یہ بتلا دیں کہ علمائے نحو کے نزدیک مندرجہ ذیل اوزان اگرچہ سماعی ہیں، لیکن ان کا استعمال اتنا ہے کہ انہیں قیاسی قاعدے کا درجہ حاصل ہے۔ جن مخصوص اوزان پر یائے نسبت کے بغیر اسم منسوب آتا ہے وہ یہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاعِلٌ : جیسے تامِرٌ (کھجوروالا) لابِنٌ (دودھ والا)

فَعّالٌ: (پیشوں میں استعمال ہوتا ہے) جیسے بقّالٌ (پرچون/سبزی فروش)

بزّازٌ : (کپڑا فروش) نجّارٌ (بڑھئی) حدّادٌ (لوہار) عطّارٌ (پنساری)

عوّاجٌ: (ہاتھی دانت فروش)

فَعِلٌ : یہ بطور صفت مشبہ اسم منسوب بنتا ہے۔ جیسے: رَجُلٌ طَعِمٌ و لَبِسٌ (اچھا کھانے اور پہننے والا آدمی)

☆☆☆

شاذ اسمائے منسوبہ

آپ نے الحمدللہ اس رسالہ میں کسی بھی قسم کے اسم کو منسوب بنانے کے مختلف ضوابط پڑھے۔ ہماری کوشش تھی کہ استقصاء کر کے اسم منسوب کے حوالے سے ہر طرح کے قواعد آپ کے سامنے رکھ دیں۔ امید ہے کہ ایسا شاید ہی کوئی ضابطہ ہوگا جو ہم آپ کے سامنے پیش کرنے سے قاصر رہے ہوں۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ہر قاعدے کے ساتھ اس قاعدے کے برخلاف استعمال ہونے والی **شاذ نسبتوں** کا تذکرہ کیا تا کہ اصل قاعدے کے سامنے ان خلاف القیاس اور **شاذ اسمائے منسوبہ** کو سمجھنا اور یاد رکھنا آپ کے لیے آسان ہو۔

لیکن اس کے باوجود چند اسمائے منسوبہ ابھی باقی ہیں جو مذکورہ بالا قواعد کے مقابل بھی نہیں، موافق بھی نہیں اور ہر قسم کے قاعدے ضابطے سے آزاد شاذ اسمائے منسوبہ ہیں، ذیل میں ہم ان کے استقصاء کی کوشش کرتے ہیں۔

۱) بَصْرَۃٌ (بفتح الباء) کی نسبت بِصْرِیٌّ (بکسر الباء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) دَهْرٌ (بفتح الدال) سے دُهْرِيٌّ (بضم الدال)

۳) سَهْلٌ (بفتح السین) سے سُهْلِيٌّ (بضم السین)

۴) مَرْوٌ سے مَرْوَزِيٌّ (زاء کا اضافہ)

۵) بَحْرَيْنِ سے بَحْرَانِيٌّ (حالانکہ بحرین کو اعراب بالحرف ملتا ہے اور پیچھے قاعدہ گذر چکا ہے کہ اگر مثنیٰ سے منقول **اسم علم** کو منسوب کرنا ہو اور اسے اعراب بالحرف ملتا ہو تو مثنیٰ کے صیغے کی بجائے اسے مفرد کی طرف لوٹا کر اسے منسوب بنایا جاتا ہے۔

۶،۷،۸) شَامٌ، يَمَنٌ، تَهَامَةُ سے شَامٍ، يَمَانٍ، تَهَامٍ، (یائے مشددہ کی بجائے یائے مخففہ کے ساتھ) عربی میں صرف یہ تین اسماء ہیں جن کو یائے مخففہ کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے۔یمان میں ایک **الف زائدہ** کا اضافہ بھی نسبت کے وقت کیا گیا ہے اور تھامۃ میں جو لوگ تاء پر فتحہ پڑھتے ہیں وہ اسے **یائے مخففہ** سے بفتح التاء منسوب کرتے ہیں جب کہ جو لوگ اس کے تاء پر کسرہ پڑھتے ہیں وہ اصل وزن پر "تِهَامِيٌّ" بکسر التاء و تشدید الیاء منسوب کرتے ہیں جو قیاس کے مطابق ہے۔

۹،۱۰،۱۱،۱۲) رَقَبَةٌ، شَعْرٌ، جُمَّةٌ، لِحْيَةٌ سے رَقَبَانِيٌّ، شَعْرَانِيٌّ، جُمَّانِيٌّ، لَحْيَانِيٌّ۔ (لیکن یہ نسبت محض برائے نسبت نہیں بلکہ بڑی گردن، لمبے بال، بڑے جمہ (کندھوں تک پہنچے ہوئے بال) اور بڑی داڑھی والے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ان اسماء میں نسبت کرنے سے پہلے الف اور نون کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۳،۱۴،۱۵،۱۶،۱۷،۱۸) رَبٌّ، نُورٌ، ظُلْمَةٌ، تَحْتٌ، فَوقٌ، وَحْدَةٌ، سے رَبَّانِيٌّ، نُورَانِيٌّ، ظُلْمَانِيٌّ، تَحْتَانِيٌّ، فَوْقَانِيٌّ، وَحْدَانِيٌّ۔ان تمام اسماء میں نسبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے الف اورنون کا اضافہ کیا گیا ہے۔لیکن پچھلی قسم اوراس قسم میں فرق یہ ہے کہ یہ اسماء محض برائے نسبت ہیں)۔اس طرز پر چند دیگر اسماء بھی ہیں۔

۱۹) طَيِّءٌ سے طَائِيٌّ ۔حالانکہ ضابطہ کے مطابق اسکی تصغیر طَيْئِيٌّ (نحو طَيْبِيٌّ) آنی چاہئے۔

۲۰) بَادِيَةٌ سے بَدَوِيٌّ۔حالانکہ ضابطے کا تقاضا ہے کہ اس کی نسبت باد وی یا بادی ہو۔

۲۱) حَرُوْرَاءُ سے حَرُوْرِيٌّ جب کہ قیاس کا تقاضا ہے کہ حَرُوْرَاوِيٌّ ہو۔

۲۲) انسانی جسم کے بعض اعضاء کی عظمت کے اظہار کے لیے ان اعضاء کا نام فُعالِيٌّ (بضم الفاء و كسر اللام) پر کر کے اس پر یائے نسبت لگانا۔ جیسے:اَنْفٌ سے اُنَافِيٌّ (موٹی بڑی ناک والا)رَأسٌ سے رُؤَاسِيٌّ (بڑے سر والا)عَضُدٌ سے عُضَادِيٌّ (موٹے اور مضبوط بازوؤں والا) فَخِذٌ سے فُخَاذِيٌّ(موٹی رانوں والا)وغیرہ۔

۲۳) زَبِيْنَةٌ(قبیلہ کا نام)زَبَانِيٌّ۔

۲۴) عَالِيَةٌ سے عُلْوِيٌّ۔

۲۵) بنو عدی قبیلے کی ایک شاخ کا نام بَنُو عُبَيْدَةَ ہے۔ اس کی نسبت میں عُبَدِيٌّ کہتے ہیں۔

۲۶) بني جَذِيمَةَ کی نسبت جَذَمِيٌّ۔

۲۷) انصار کا ایک قبیلہ بَنُو حُبْلٰى ہے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے حُبَلِيٌّ کہتے ہیں۔

۲۸) صَنْعَاءُ (یمن کا دارالحکومت) سے صَنْعَانِيٌّ (همزہ کونون سے بدل کر)

۲۹) شِتَاءٌ(موسم سرما) سے شَتَوِيٌّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰) بَنو قُضَاعَة کاایک ذیلی قبیلہ بَهراءُ سے بَهرَانِیٌّ۔

۳۱) اُفُقٌ (بضم الفاء) سے اَفَقِیٌّ (بفتح الفاء) بعض عرب اسے حسب قاعدہ اصل صیغے پر اُفُقِیٌّ (بضم الفاء) کہتے ہیں۔

۳۲) جَلُولَاءُ (اسم موضع) سے جَلُولِیٌّ۔

۳۳) خُرَاسَانُ (افغانستان کا پرانا نام) سے خُرَسِیٌّ اور خُرَاسِیٌّ۔ جب کہ زیادہ تر اس کی نسبت قیاس وضابطہ کے موافق اصل صیغے پر یائے نسبت لگا کر (خُرَاسَانِیٌّ) کی جاتی ہے۔

۳۴) خَرِیْفٌ (موسم خزاں) سے خَرَفِیٌّ اس کے بالمقابل قیاسی صیغہ خَرِیْفِیٌّ اگرچہ مستعمل تو ہے لیکن اس کا استعمال کم ہے۔

۳۵) رَیٌّ (وسطی ایشیاء کے ایک شہر) سے رَازِیٌّ۔

یہ چند شواذ ہم اس ابتدائی کاوش میں اکٹھے کر سکے ہیں۔ انشاء اللہ اس موضوع پر دوبارہ کبھی کام کرنے کا موقعہ ملا تو مزید گہر ہائے گراں مایہ جمع کرنے کی مزید سعی کریں گے۔

ہماری دعا ہے کہ ہماری ان ناچیز مساعی سے ہمارے طلبہ اور اساتذہ میں علمی موضوعات پر ''موضوعی تحقیق'' کا شوق بیدار ہو جائے۔

وما توفيقنا الّا باللهِ، عَلَيْهِ نَتَوَكَّلُ، وَبِهٖ نَسْتَعِيْنُ، وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)
کتاب نمبر
www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الاعاریب ترکیب کے موضوع اپنی نوعیت کی پہلی اور منفرد کتاب! (۱) اردو کی بجائے عربی میں ترکیب اور وہ بھی اتنی آسان کہ کم سے کم علمی استعداد کا طالبعلم بھی آسانی سے سیکھ سکے۔ اور اتنی مفید کہ ایک باب کی تراکیب مکمل ہونے پر طالبعلم فرفر عربی بولنے لگ جائے۔ (۲) ہر موضوع کے حوالے سے نہایت علمی وتحقیقی ابحاث جو عام متداول کتب میں دستیاب نہیں۔ (۳) جملہ کی ترکیب میں ہر ہر لفظ کی مکمل تنقیح کہ وہ معرب ہے یا مبنی؟ معرب ہے تو اس کا اعراب کیسے آتا ہے؟ اور مبنی ہے تو کس چیز پر مبنی ہے؟ پھر وہ عامل ہے یا غیر عامل؟ عامل ہے تو اس کا عمل کیا ہے؟ غرض عربی میں ہر لفظ پر ہر ترکیب میں اتنی فنی بحث کہ نحو ہمیشہ کیلئے طالبعلم کی مٹھی میں آجائے اور عربی زبان بولنا مادری زبان کی طرح آسان ہو جائے۔

گلدستۂ دلہن خواتین اور مسلمان بچیوں کی دینی تربیت' گھریلو زندگی کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سنوارنے' خاندانی نظام کو مضبوط کرنے اور دنیا و آخرت کی سعادتوں کی رہنمائی کے لئے ایک زندہ وجاوید تصنیف! مسلمان بچی کے لئے ایک خوبصورت اور مفید ترین تحفہ!

ستون درسا فی اللغۃ العربیۃ درجہ متوسطہ کے طلبہ کو ابتدائی عربی پڑھانے کے لئے 60 اسباق پر مشتمل یہ کتاب تین سو سے زائد اسماء اور درجنوں افعال وحروف کا نہ صرف ذخیرہ الفاظ مہیا کرتی ہے، بلکہ مرکب اضافی، توصیفی، جار مجرور، جملہ اسمیہ، اور جملہ فعلیہ کی بے شمار عملی مشقوں پر مشتمل ہے۔

مائۃ درس فی اللغۃ العربیۃ درجہ اولی کے طلبہ کو عربی سکھانے کیلئے ایک گراں مایہ درسی کتاب! اس کتاب کے پڑھنے کے بعد طالب علم کی نہ صرف روزمرہ کی عربی بول چال سو فیصد درست ہو جاتی ہے بلکہ آگے چل کر عربی کتب سے براہ راست استفادہ کئی گنا آسان ہو جاتا ہے۔

موطأ الامام محمد امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ قرن اول کے مایہ ناز محدثین اور ممتاز فقہاء میں شمار ہوتے ہیں۔ موطأ امام مالک کی روایت دو طرق سے ہوئی ہے جن میں سے ایک روایت امام محمدؒ کی ہے۔ امام محمدؒ نے اپنی روایت میں دو باتوں کا مزید التزام یہ فرمایا ہے کہ ایک تو ہر موضوع پر فقہ حنفی اور بالخصوص امام اعظم کی فقہی رائے نقل کی ہے (جو نوے فیصد سے زیادہ احادیث وروایات موطا کے موافق ہیں) اور دوسرے اپنے موقف پر مستند روایات بھی سند متصل کے ساتھ روایت کرکے انہیں موطأ کی زینت بنایا ہے۔ اپنی اضافی روایات کی وجہ سے ان سے روایت فرمودہ موطأ مالکؒ کو موطا امام محمد کا نام دیا جاتا ہے۔ بازار میں چند تراجم موطأ کے موجود ہیں۔ لیکن ان میں اغلاط کی بھرمار کے علاوہ کئی فقہی مسائل میں بہت زیادہ ابہام اور اغلاق پایا جاتا ہے اور کئی جگہ تو شرعی اصطلاحات کا لفظی ترجمہ کرکے معانی کو اصل مقصود سے کوسوں دور کر دیا گیا ہے۔ علامہ ارشد حسن ثاقب نے نہایت سلیس' سہل' بامحاورہ ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ شرعی وفقہی مصطلحات کی توضیح بھی ساتھ ساتھ کر دی ہے' جس کی بدولت ادنیٰ مہارت رکھنے والا طالبعلم اور عام قاری بھی اس کتاب سے اب پوار پوار استفادہ کرسکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علامہ ارشد حسن ثاقب کی تالیفات

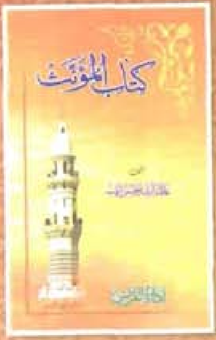

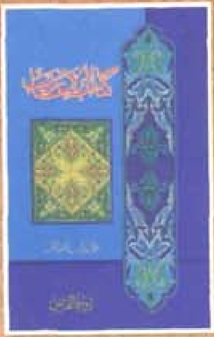

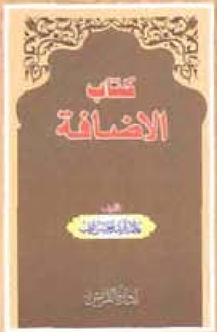

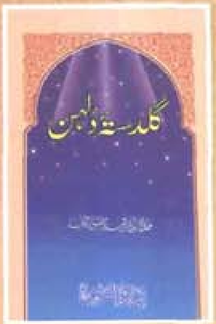

ادارۃ القریش
لاہور
0333/0323-4313162,0333-4040432